Manager,
THE BADR WEEKLY,
QADIAN-143516

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

جلد ۴۰ — شمارہ ۸

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبد الحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۵۰ روپے، ششماہی ۲۵ روپے، ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک، فی پرچہ ایک روپیہ پچاس پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۵ شعبان ۱۴۱۱ ہجری | ۲۱ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش | ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

(ایڈیٹر)

خطبہ جمعۃ المبارک

# امریکہ کی طاقت ہو یا یہود کی طاقت ہو یا انگریز کی طاقت ہو یا کافر ہیبت ناک اجتماعی طاقتیں ہوں اگر توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے میں پارہ پارہ بھی ہو جاؤں تو خدا کی قسم میرے جسم کا ذرہ ذرہ یہ اعلان کرے گا کہ فُزتُ بِرَبِّ الکعبۃ فُزتُ بِرَبِّ الکعبۃ میں خدائے کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اور یہی وہ آواز ہے جو آج تمام دنیا کے احمدیوں کے دلوں سے اور ان کے جسم کے ذرے ذرے سے اٹھنی چاہئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ صلح (جنوری) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اسلام کا کوئی وطن نہیں ہے اور ہر وطن اسلام کا ہے۔ اس بنیادی اور نہ تبدیل ہونے والے روشن اصول کو بھلا کر بسا اوقات دنیا کے مختلف امتحانوں اور ابتلاؤں کے وقت بعض ملکوں کے مسلمان غلطی کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور اسلام کی بدنامی کا بھی موجب بنتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اپنی وفاداریوں کا تعین کرو اور بہت سے ممالک جہاں بھاری اکثریت غیر مسلموں کی ہے وہ اپنے ملک کی مسلمان اقلیت سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ہمیں واضح طور پر یہ بتادو کہ تم پہلے اسلام کے وفادار ہو یا پہلے وطن کے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اسلام کا کوئی وطن نہیں اور ہر وطن اسلام کا ہے۔ اس حقیقت میں بہت ہی گہری حکمتوں کے راز پوشیدہ ہیں اور ایک بات جو کھل کر از خود سامنے ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ کہیں دنیا میں

## اسلام اور وطنیت کا تصادم ہو ہی نہیں سکتا

یعنی اسلام کے اور سچے وطنوں کا جو جغرافیائی ہیں ان کا عالم کے کسی حصے سے تصادم ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ عقلاً کل کا جزو سے تصادم قابلِ فہم نہیں یعنی محالات میں سے ہے، ایسی چیز ہے جو ہو سکتی ہی نہیں۔ اگر اسلام کا متعلقہ ارض کے بعض بسنے والوں سے تصادم ہو تو اسلام ان کا مذہب نہیں بن سکتا۔ اسلام ان کے لئے رحمت کا پیغام نہیں۔ اسلام یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری آغوش میں تمہارے لئے بھی امن ہے۔ اس ملک کے باشندے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں! اہل عرب کے لئے تمہاری آغوش میں امن ہو گا یا اہل انڈونیشیا کے لئے یا اہل ملائیشیا کے لئے یا اہل پاکستان کے لئے لیکن ہمارے لئے تمہارے پاس کوئی امن نہیں کیونکہ تم ہماری وطنیت کے مخالف ہو۔ پس یہ ایک بنیادی واضح حقیقت ہے جسے بدقسمتی سے بعض دفعہ مسلمان بھلا بیٹھے ہیں اور اسلامی قومیتوں کے تصور کو ابھارتے ہیں اور اس طرح مسلمان اور غیر مسلم کو ایک دوسرے سے برسرِ پیکار کر دیتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم نے سب دنیا کے دل جیتنے ہیں اور دل متصادم ہو کر جیتے نہیں جایا کرتے بلکہ پیغام کی لڑائی بالکل اور ماحول میں اور کیفیت سے لڑی جاتی ہے۔ پیغام کی لڑائی میں تو ایسے اصول کارفرما ہوتے ہیں جن کا دنیا کی لڑائیوں سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور مختلف انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے مختلف وقتوں میں مختلف اصول سکھائے جو دنیا کی جنگوں پر اطلاق پا ہی نہیں سکتے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیوں کے ہاتھ میں جو ہتھیار دیا وہ یہ تھا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارتا ہے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔

وہ جنگ جس جنگ کا یہ اسلوب بیان کیا جا رہا تھا، وہ جہاد جس کے لئے یہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان۔

ہتھیار عیسائیوں کو عطا کیا جا رہا تھا وہ روحانی جنگ تھی اور غلطی سے بعد میں عیسائیوں نے عملاً اس تعلیم کو ایک ظاہری تعلیم کے طور پر سمجھ لیا اور چونکہ وہ اُن کے کام نہیں آسکتی تھی، دنیا کے حالات پر اطلاق نہیں پا سکتی تھی اس لئے عملاً اُس کو دھتکار دیا۔ پس

## آج کوئی ایک عیسائی ملک دنیا میں ایسا نہیں

جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم الشان روحانی تعلیم پر عمل پیرا ہو کیونکہ یہ ایک روحانی تعلیم ہے جسے انہوں نے دنیاوی معنوں میں قبول کیا لیکن عملاً ہر اُس وقت اس کو رد کر دیا اور پس پشت پھینک دیا جب اُن کے امتحان کا وقت آیا۔ آج بھی یہی کیفیت ہے۔

پس مذہب کا تعلق روحانی دنیا سے ہے اور اس کی تعلیمات کی جنگ روحانی اصطلاحوں میں لڑی جاتی ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کو اس غرض سے پیدا کیا گیا تاکہ تمام دنیا کے دوسرے ادیان پر یہ غالب آجائے تو اس کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ تلوار ہاتھ میں پکڑو یعنی مسلمانوں کو یہ تعلیم ہو کہ تم تلوار ہاتھ میں پکڑو اور تمام دنیا میں انکار کرنے والوں کی گردنیں کاٹتے پھرو اور جو تسلیم کرے اور سر جھکا دے صرف اسی کو امن کا پیغام دو باقی سب کے لئے تم فساد اور جنگ کا پیغام بن جاؤ۔ یہ نہ عقل کے مطابق بات ہے نہ عملاً دنیا میں ایسا ہو سکتا ہے نہ کبھی ہوا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ جب ہم مقابلہ کی اور جہاد کی اور تمام بنی نوع انسان پر اسلام کے غالب کرنے کی باتیں کرتے ہیں، تو قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اصطلاحوں میں باتیں کرتے ہیں اور دنیا کی اصطلاحوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے ابتلاء کے وقت وہ مسلمان جو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے نہ سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ان کے راہنما اُن کو غلط تعلیم دیتے ہیں، وہ جگہ جگہ اپنے آپ کو مشکل میں مبتلا دیکھ رہے ہیں اور دن بدن اُن کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ مختلف ممالک میں کمزور اقلیتیں ہیں اور اسلام کی تعلیم کو غلط پیش کرنے کے نتیجے میں اپنے ردّ عمل کو صحیح راستے پر گامزن نہیں رکھ سکتے۔ غلط راہوں پر چلاتے ہیں جہاں چلنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں شدید نقصان اٹھاتے ہیں اور اسلام کی مزید بدنامی کا موجب بنتے ہیں۔

ایک یہ سوال ہے جو آج دنیا میں ہر جگہ اٹھایا جا رہا ہے جیسا کہ انگلستان میں بھی اٹھایا جا رہا ہے اور اس سوال کا صحیح جواب نہ پانے کے نتیجے میں اور بعض مسلمانوں کی کم فہمی کے نتیجے میں جس رنگ میں وہ اپنے ردّ عمل کا اظہار انگلستان کی گلیوں میں کرتے ہیں اس ردّ عمل کے نتیجے میں جہاں مسلمانوں کے لئے دن بدن زیادہ خطرات پیش آ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادتگاہوں کو جلایا جا رہا ہے، ان کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، عام گلیوں میں چلتے پھرتے اُن کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ آج ہی ایک یہ خبر تھی کہ دو ٹیکسی ڈرائیوروں کو پکڑ کر بہت بری طرح مارا گیا کیونکہ وہ صدام حسین کی حمایت میں تھے تو یہ سب جہالت کے نتیجہ میں ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کی تعلیم عالمگیر ہے اور عالمگیر صداقت اپنے اندر رکھتی ہے اور اپنی اندرونی طاقت کے لحاظ سے غالب آنے والی تعلیم ہے جسے کوئی دنیا میں شکست نہیں دے سکتا اور کوئی اس پر اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ یہ سچائی پر مبنی ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو ہر ابتلاء کے وقت یا ویسے بھی اپنے طبعی ردّ عمل کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ جب بھی ماحول میں ہیجان ہو اُس وقت انسان کا دل بھی ہیجان پذیر ہو جاتا ہے۔ انسان کے دل میں بھی ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے وہ اپنی جانچ کا اور یہ معلوم کرنے کا وقت ہوتا ہے کہ میں اسلام کے راستے پر ہوں۔ یا کسی اور راستے پر ہوں خواہ انفرادی اختلافات کے وقت دل میں ارتعاش پیدا ہو یا قومی اختلافات کے وقت دل میں ارتعاش پیدا ہو وہ وقت ارتعاش کا ایسا وقت ہے جبکہ مومن اپنے ایمان کی پہچان کر سکتا ہے اپنے دل کے آئینے میں خدا سے اپنے تعلق کو دیکھ سکتا ہے۔ پس آج تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایسا ردّ عمل دکھانا چاہیئے جس ردّ عمل میں ایک انگریز احمدی بھی بلا تردد یہ کہتے ہوئے شریک ہو سکتا ہے

کہ یہ سچائی کی تعلیم ہے اور میری قومی وفاداری سے اس کے تصادم کا کوئی سوال نہیں، اور افریقہ کا احمدی بھی یہ کہتے ہوئے اس ردّ عمل میں شریک ہو سکتا ہے کہ یہ بین الاقوامی سچائی کی تعلیم ہے اور میرے ملک سے اس کے تصادم کا کوئی تعلق نہیں۔ غرضیکہ مشرق اور مغرب کے بسنے والے تمام بنی نوع انسان اگر فی الحقیقت ایک تعلیم پر اکٹھے ہو سکتے ہیں تو وہ اسلام ہی کی تعلیم ہے کیونکہ یہ وطنیت سے بالا ہے اور وطنیت سے متصادم نہیں ہے کیونکہ سچائی وطنیت سے متصادم نہیں ہو سکتی۔ اگر وطنیت کا غلط تصور ہے تو سچائی کے آئینے میں وہ تصوّر غلط ثابت کیا جا سکتا ہے اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم وطنیت سے متصادم نہیں ہے اس سے ٹکراتی نہیں ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں اُن کی وطنیت کا تصوّر اسلام سے متصادم نہیں ہو سکتا۔ بعض ملکوں کے وطنیّت کے تصوّر ہی ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ ان کی تعریف ہی مختلف ہوتی ہے جیسا کہ آج دنیا کے اکثر ممالک میں انصاف کی تعریف بدل گئی ہے۔ وفا کی تعریف بدل گئی ہے۔ وطنیت کے معنی ہیں سچ ہو یا جھوٹ، ہو اپنے ملک کے ساتھ وفا کرو خواہ اس کے نتیجے میں انسان کی اعلیٰ قدروں سے بے وفائی ہو اور خدا کی اس تعلیم سے بے وفائی ہو جو ہر انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائی گئی ہے اگر یہ وطنیت کی تعریف ہے تو پھر اسلام ضرور اس سے متصادم ہے لیکن ان معنوں میں متصادم ہے کہ اس تعلیم کو درست کر یگا اور خواہ اس درستی کی راہ میں کتنی ہی قربانیاں پیش کرنی پڑیں جب تک بنی نوع انسان فطرت کے مطابق سچا رستہ اور صاف نہیں ہو جاتے اور ان کی فطرت خدا کے حضور لبیک نہیں کہتی اس وقت تک اس دائرے میں اسلام کا ان غلط تعریفوں سے تصادم رہے گا اور یہ ایک ایسا تصادم ہے جس میں اسلام کو اپنی تائید میں ہر دشمن سے اٹھتی ہوئی آواز سنائی دے گی۔

آج بھی دنیا میں جو حالات گذر رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ جو موقف اختیار کر رہی ہے اس موقف کی تائید میں بعض ملک سے تائید کی آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔

## مجھے ابھی دو دن پہلے

ایک بڑے مغربی ملک کے ہمارے ایک احمدی نے یہ مطلع کیا بلکہ استفسار کیا، مجھ سے پوچھا کہ یہاں ایک بہت ہی مشہور مبصر اور بڑا ہی باشعور مبصر ہے اس نے موجودہ حالات پر جو تبصرہ کیا ہے یوں لگتا ہے کہ اس نے آپ کا خطبہ پڑھ کر یا خطبات پڑھ کر تمام وہ نکات قبول کر لئے ہیں جو آپ نے پیش کئے تو بتائیں آپ نے اُن کے ساتھ کوئی رابطہ کیا تھا یا کسی احمدی نے اس کے ساتھ رابطہ کیا ہے اور ایک جگہ سے نہیں اور بھی کئی جگہوں سے اسی قسم کے خطوط ملے۔ بظاہر یہ میرے خطبات کا ایک خراج تحسین ہے مگر میں جاہل نہیں ہوں کہ اس وجہ سے ایسی حمد کو اپنا بیٹھوں جو میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتی بلکہ اسلام سے تعلق رکھتی ہے۔

## تعریف کے لائق خدا ہے

اور خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اور یہ اس تعلیم کی سچائی اور عظمت کا ثبوت ہے۔ ہاں میرے لئے صداقت کی پہچان کی ایک کسوٹی ضرور بن گئی۔ یہ بات میرے لئے ان معنوں میں اطمینان کا موجب بنی کہ مجھے مزید یقین ہو گیا کہ ان حالات پر میرے جو بھی تبصرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ ورنہ فطرتِ انسانی اس طرح مختلف ممالک سے بیک آواز اُس کی تائید میں تبصرے نہ کرتی اور تقریر اور تحریر کے ذریعے اس تعلیم کی تائید نہ کرتی۔

پس مسلمانوں کے لئے ایک بہت کڑا وقت ہے۔ اس کڑے وقت میں اپنے جذبات اور ردّ عمل اور خیالات کی حفاظت کریں اور اسلام کے پُر امن دائرے سے باہر نہ جائیں کیونکہ جہاں بھی آپ نے اسلام کے دائرے سے باہر قدم رکھا وہیں آپ کے لئے خطرات پیش ہوں گے۔

## دوسرا سوال اس دور میں جہاد

کے متعلق بار بار اُٹھایا جارہا ہے اور مختلف ممالک سے احمدی مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ بتائیں ہم کیا جواب دیں۔ یہ لڑائی اسلامی تعریف کے مطابق جہاد یعنی HOLY WAR ہے یا نہیں۔ اس کا جواب میں اس خطبے کے ذریعے دیتا ہوں کیونکہ ہر شخص کو خطوط میں تفصیل سے سمجھایا نہیں جاسکتا جہاں تک اسلام کے تصوّر جہاد کی تعریف کا تعلق ہے، سب سے کامل تعریف سورۂ حج میں پیش فرمائی گئی ہے، اس آیت میں جس کا میں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا اور اس پر تبصرہ کیا — اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا — اُن لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے لڑنے والوں کے خلاف تلوار اُٹھائیں، اُن کے خلاف تلوار اُٹھائیں جنہوں نے تلوار اُٹھانے میں پہل کی ہے اور کسی جائز وجہ سے نہیں بلکہ وہ مظلوم ہیں اسی طرح یہ آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے اور جہاد کی اس سے زیادہ خوبصورت اور کامل تعریف ممکن نہیں ہے۔ اس تعریف کو اگر ہم موجودہ صورتحال پر اطلاق کرکے دیکھیں تو ہرگز اسلامی معنوں میں یہ جہاد نہیں ہے۔ ایک سیاسی لڑائی ہے اور ہر سیاسی لڑائی خواہ وہ مسلمان اور مسلمان کے مخالف کے درمیان ہو یا مسلمان اور مسلمان کے درمیان ہو وہ جہاد نہیں بن جایا کرتی۔ درحقیقت بعض لوگ حق کی لڑائی کو جہاد سمجھ لیتے ہیں اور چونکہ ہر فریق یہ سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اس لئے وہ اعلان کر دیتا ہے کہ یہ لڑائی خدا کے نام پر ہے، سچائی کی خاطر ہے، اس لئے جہاد ہے۔ یہ جہاد کی ایک ثانوی تعریف تو ہوگی مگر اسلامی اصطلاح میں جس کو جہاد کہا جاتا ہے اس کی تعریف اس صورتحال پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ یہ تعلیم بنیادی منطق کے خلاف ہے کہ دونوں فریق میں سے جو حق پر ہو اُس کی لڑائی قرآنی اصطلاح میں جہاد بن جائے گی۔ مشرکوں کی مشرکوں سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ ملکوں کی ملکوں سے، کالوں کی گوروں سے، ہر قسم کی لڑائیاں دنیا میں ہو رہی ہیں، ہوتی چلی آئی ہیں، ہوتی رہیں گی۔ اور جب کبھی دو فریق متصادم ہوں تو ظاہر بات ہے کہ اگر ایک فریق سو فیصدی حق پر نہیں تو کم سے کم زیادہ تر حق پر ضرور ہوگا اور یہ تو ممکن نہیں ہے، شاذ ہی کوئی بعید کی بات ہو کہ کبھی دونوں کا برابر قصور ہو کہ دونوں برابر سچے ہوں۔ بالعموم ایک فریق مظلوم ہوتا ہے اور ایک ظالم ہوتا ہے۔ پس ہر مظلوم کی لڑائی کو جہاد نہیں کہا جاتا۔

### اُس مظلوم کی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے جسے خدا کا نام لینے سے روکا جارہا ہو

جس پر مذہبی تشدد کیا جارہا ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے: انہوں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے۔

پس اگر کوئی لڑائی محض اس وجہ سے کسی پر ٹھونسی جارہی ہو اور فریق مخالف پہل کر چکا ہو اور تلوار اس نے اُٹھائی ہو نہ کہ مسلمانوں نے اور مسلمانوں کا جرم اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب قرار دیتے ہوں اور غیر اللہ کو رب تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوں تو پھر اس لڑائی کا نام جہاد ہے۔ پس محض حق کی لڑائی کا نام جہاد نہیں بلکہ ان معنوں میں حق کی لڑائی کا نام جہاد ہے۔ پس یہ صورتحال تو عراق اور باقی قوموں کی لڑائی پر چسپاں نہیں ہورہی۔ کویت نے کسی وجہ سے عراق کو ناراض کیا اور عراق نے اس ناراضگی کے نتیجہ میں اور اس یقین کے نتیجہ میں کہ کبھی یہ چھوٹا سا ملک ہمارے وطن کا حصہ تھا اور انگریزوں نے اسے کاٹ کر ہم سے جدا کیا تھا اس لئے بنیادی طور پر ہمارا حق بنتا ہے اور کچھ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اس یقین پر کہ اس چھوٹے سے ملک کویت کی ہمارے سامنے حیثیت کیا ہے جبکہ ہم اتنی مدت تک آٹھ سال تک ایران سے لڑ چکے ہیں اور ایران کو بھی ایسے چیلنج دے چکے ہیں جن کے نتیجہ میں بعض دفعہ ایران کو یہ خطرات محسوس ہو رہے تھے کہ شاید ہمارے وطن کا اس دنیا سے صفایا ہو جائے۔ بہت دور تک گہرے ایران کے اندر عراق کی فوجیں داخل ہو چکی تھیں۔ بعد میں ان کو دھکیل کر واپس کیا گیا، پھر جس طرح تکڑی کے تول ہوا کرتے ہیں بعض دفعہ ایک طرف سے ڈنڈی ماری جاتی تھی، بعض دفعہ ویسے ہی ایک فریق کا وزن بڑھ جاتا تھا تو یہ اونچ نیچ ہوتا رہا مگر ایران کے مقابل پر کویت کی کیا حیثیت تھی۔ پس ہو سکتا ہے یہ خیال بھی عراق کے لئے شہ دلانے کا موجب بنا ہو کہ یہ کویت، چھوٹا سا ملک اسے تو ہم آناً فاناً تباہ کردیں گے۔ اور اس وجہ سے انہوں نے قبضہ کرلیا ہو۔ بہر حال قبضے کی کیا وجوہات تھیں، اس کا پس منظر کیا ہے؟ درحقیقت حق کس کی طرف ہے؟ اور اگر حق تھا بھی تو حق لینے کا یہ طریق جائز ہے یا نہیں؟ یہ سارے سوالات تھے جن پر غور ہونا چاہیئے تھا اور عالم اسلام کو مشترکہ طور پر ان پر غور کرنا چاہیئے تھا۔

اس لئے نہ اس لڑائی کو جہاد کہا جاسکتا ہے جو کویت پر حملے کی صورت میں پیدا ہوئی، نہ اس لڑائی کو جہاد کہا جاسکتا ہے جو اس کے ردّعمل کے طور پر بعد میں عراق کے خلاف لڑی جارہی ہے۔ پس خواہ مخواہ جاہلانہ طور پر اسلام کی مقدس اصطلاحوں کو بے محل استعمال کرکے مسلمان اسلام کی مزید بدنامی کا موجب بنتے ہیں۔ ساری دنیا میں اسلام سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور قومیں تمسخر کرتی ہیں اور یہ اپنی بے وقوفی میں سمجھتے ہی نہیں کہ ہم کیا بات کر رہے ہیں۔ لیکن عوام الناس کے متعلق یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کیوں آخر بار بار اپنے راہنماؤں کے اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور غیر معمولی قربانیاں ان جنگوں میں پیش کرتے ہیں جو درحقیقت جہاد نہیں۔ لیکن انہیں جہاد قرار دیا جارہا ہے۔ کوئی گہری اس کی وجہ ہے۔ اس کے اندر درحقیقت کوئی راز ہے جس کو معلوم کرنا چاہیئے اور اگر ہم اس راز کو سمجھ جائیں تو یہ بھی سمجھ جائیں گے کہ مغربی قومیں جہاد کے اس غلط استعمال کی بڑی حد تک ذمہ دار ہیں اور وہ جو تمسخر کرتی ہیں اور اسلام پر ٹھٹھا کرتی ہیں اگر اس صورتحال کا صحیح تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ خود بہت حد تک جہاد کے اس غلط استعمال کی ذمہ دار ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عالم اسلام پر گزشتہ کئی صدیوں سے یہ بالعموم تأثر ہے، یہ ایک ایسا مبہم سا تأثر ہے جس کی معیّن پہچان ہر شخص نہیں کرسکتا بعض دفعہ مبہم خوف ہوا کرتے ہیں۔ یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کہاں سے آرہا ہے کیوں ہے۔ لیکن ایک خوف انسان محسوس کرتا ہے۔ بعض دفعہ تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن اس کی وجہ نہیں سمجھ رہا ہوتا، تو انسانی تعلقات میں بعض دفعہ بعض تأثرات انسان کی طبیعت میں گہرے رچ جاتے ہیں، گہرے اثر پذیر ہو جاتے ہیں اور ان تأثرات کی وجہ ایک لمبی تاریخ پر پھیلی پڑی ہوتی ہے۔ مغرب نے مسلمانوں سے گزشتہ کئی سو سال میں جو سلوک کیا ہے اس سلوک کی تاریخ مسلمانوں کو یہ یقین دلا چکی ہے کہ ان کی مسلمانوں سے نفرت مذہبی بناء پر ہے اور اسلام کا نام خواہ یہ لیں یا نہ لیں۔ لیکن مسلمان قوموں کی ترقی یہ دیکھ نہیں سکتے اور مسلمان قوموں کے آگے بڑھنے کے خوف سے یہ ہمیشہ ایسے اقدام کرتے ہیں کہ جس سے ان کی طاقت پارہ پارہ ہو جائے۔

### یہ گہرا تأثر ہے جو مسلمان عوام الناس کے دل میں موجود ہے

خواہ انہوں نے کبھی تاریخ پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ تاریخ کے بعض تأثرات انسانی سوچ اور انسانی جذبات میں اس طرح شامل ہو جاتے ہیں جیسے کسی پانی کی رَو میں کوئی چیز ملادی گئی ہو۔ وہ ہاتھ نہ دیکھا ہو کسی نے جس نے وہ چیز ملائی ہے۔ لیکن پانی کے چکھنے سے اُس چیز کا اثر معلوم کیا جاسکتا ہے۔ پس عامۃ المسلمین دل میں یہ یقین رکھتے ہیں اور اس لمبے تاریخی تجربے کے نتیجے میں یہ یقین ان کے دل میں جاگزیں ہو چکا ہے کہ یہ قومیں ہر مشکل کے وقت ہماری مخالفت کریں گی اور ایسے اقدامات کریں گی جس سے عالم اسلام کو نقصان پہنچے۔ اس تأثر کو حالیہ اختلاف کے دوران بھی اور اس سے پہلے بھی سب سے زیادہ تقویت امریکہ کے سلوک نے دی ہے

یعنی

## اس تأثر کو تقویت دینے کا بڑا ذمہ دار امریکہ ہے۔

مثلاً اسرائیل کا مسلمان علاقے میں قیام۔ امریکہ کی طاقت استعمال ہوئی ہے اس لئے بڑا ذمہ دار ہے لیکن یہ شوشہ برطانیہ نے چھوڑا تھا۔ اور برطانیہ کے دماغ کی پیداوار ہے جب کبھی لڑائیاں ہوتی ہیں اس وقت کچھ مخفی معاہدے کر لئے جاتے ہیں بعض لوگوں کے ساتھ اور یہود سے اس زمانے میں برطانیہ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں عربوں کے دل میں جگہ عطا کریں گے جہاں تمہارا ایک آزاد ملک قائم کیا جائے گا اور داؤد کی حکومت کے نام پر پھر تم وہاں بیٹھ کر تمام عرب پر بھی اثر انداز ہو گے اور تمام دنیا پر بھی اثر انداز ہو گے۔ ان الفاظ میں یہ معاہدہ نہیں ہوا ہوگا۔ یقیناً نہیں ہوا مگر اس معاہدے کے وقت یہود کو یہی پیغام مل رہا تھا کیونکہ یہ اُن کی خواب تھی جو پوری ہو رہی تھی۔ UNITED NATIONS کے نام پر اسے نافذ کیا گیا اور سب سے بڑا کردار اس میں امریکہ نے ادا کیا۔ ایک چیز جو مجھے آج تک تعجب میں ڈالتی ہے وہ یہ ہے کہ

## کیوں اس بنیادی سوال کو نہیں اُٹھایا گیا

کہ کیا UNITED NATIONS کو یہ حق حاصل ہے کہ دنیا میں ایک نیا ملک پیدا کرے۔ ملکوں کا قیام تو ایک تاریخی ورثہ ہے جو از خود چلا آیا ہے۔ UNITED NATIONS کا اختیار تو اُن ملکوں تک تھا جو ملک موجود تھے اور اس میں طوعی طور پر شامل ہوئے۔ نہ کوئی دنیا کا ایسا چارٹر تھا جسے سب دنیا نے قبول کر لیا ہو کہ UNITED NATIONS میں کوئی شامل ہو یا نہ ہو اس کا اثر اس پر پڑے گا اور نہ یہ کسی نے قبول کیا کہ یونائیٹڈ نیشنز کو ہم تمام دنیا کی برادری کے طور پر اجتماعی طور پر یہ حق دیتے ہیں کہ جب چاہے کسی ملک کو پیدا کر دے، جب چاہے کسی ملک کو مٹا دے۔ تو جو حق UNITED NATIONS کو نہیں تھا، اس ناحق کو استعمال کرتے ہوئے یعنی حق اگر نہیں تھا تو جو کچھ تھا ناحق تھا، انہوں نے ایک ملک کو پیدا کیا۔ اس لئے اس ملک کے پیدا ہونے کا کوئی جواز نہیں اور اس میں سب سے بڑا بھیانک اور جابرانہ کردار امریکہ نے ادا کیا ہے۔ یہ وہ یاد ہے جس کو دنیا کا مسلمان بھلا ہی نہیں سکتا۔ اگرچہ عربوں نے ایسے مدتوں تک ایک عرب مسئلہ قرار دیئے رکھا اور باقی مسلمانوں کو اس میں شامل نہیں کیا لیکن باقی مسلمان از خود اس میں شامل رہے ہیں کیونکہ ان کے دل میں یہ بات ہمیشہ سے جاگزیں رہی ہے، گہری طور پر اُن کے دل پر نقش ہے کہ دراصل

## یہ عرب دشمنی نہیں تھی بلکہ اسلام دشمنی تھی۔

اس کے بار بار مختلف اظہار ہوئے۔ مثلاً اسرائیل نے بعض دفعہ فلسطینیوں پر ایسے بھیانک مظالم کئے ہیں کہ اُن کے تصور سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ عورتوں، بچوں، مردوں، بوڑھوں کو اس طرح تہ تیغ کیا ہے کہ ایک کیمپ میں ایک بھی زندہ روح نہیں چھوڑی۔ دودھ پیتے بچے کو بھی ذبح کیا گیا لیکن نہ تمام دنیا کی قوموں کے کانوں پر کوئی جوں رینگی۔ نہ امریکہ کی غیرت بھڑکی۔ بلکہ جب کبھی UNITED NATIONS میں اس کے خلاف کوئی سخت ریزولیوشن پاس کرنے کی کوشش کی گئی تو ہمیشہ امریکہ اس میں مزاحم ہوا اور یہ ایک لمبی تاریخ ہے۔

اب یہاں یہ بھی سوال اُٹھتا ہے کہ وہ UNITED NATIONS یعنی اقوام متحدہ اس نام کی مستحق بھی ہے کہ نہیں جس میں صرف پانچ قوموں کو دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق ہو یعنی وہ مستقل ممبر جن کو ویٹو کرنے کا حق ہے اور اگر سارے عالم کی رائے بھی متفق ہو جائے تو اس ایک ملک کو یہ حق ہو کہ اس رائے کو رد کر دے تو عملاً وہ ایک ملک اس وقت دنیا بن جائے گا اور عملاً موجودہ فیصلے کے پیچھے یہی بات کارفرما ہے۔ جب صدر بُش تحدی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ عراق کی کیا مجال ہے کہ تمام دنیا کی رائے سے ٹکر لے۔ تو امر واقعہ یہ ہے، ہر آدمی سمجھتا ہے کہ

## دنیا کی رائے سے مراد امریکہ کی رائے یا صدر بُش کی رائے ہے

اور اس تحدی میں ایسا تکبر پایا جاتا ہے کہ اس سے طبیعتوں میں منافرت پیدا ہوتی ہے اور جب ان کے یہود کے ساتھ اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات پر مسلمان نظر ڈالتے ہیں تو وہ سوائے اس کے کوئی اور نتیجہ نکال ہی نہیں سکتے کہ عراق نے غلطی کی یا نہیں کی۔ عراق کے خلاف جو انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے یہ صرف اسرائیل کی خاطر ہے۔ یہ وہ اَن کہی باتیں ہیں۔ یہ تجزیے کے بغیر دل میں جمے ہوئے نقوش ہیں جن کے نتیجے میں مسلمان عوام یہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام کی دشمنی کے نتیجے میں سب کچھ ہو رہا ہے۔

## اسرائیل کو یہ حق ہوتا ہے

کہ وہ عراق میں جہاز بھجوا کر اُن کے نیوکلیئر پلانٹ پر حملہ کرے اور اُسے برباد کر دے۔ یہ کس نے فیصلہ دیا تھا کہ وہ نیوکلیئر پلانٹ یعنی وہ کارخانہ ایٹم بم کی خاطر بنایا جا رہا تھا اور عام پُرامن مقاصد کے لئے نہیں تھا۔ کس UNITED NATIONS نے یہ اختیار اسرائیل کو دیا تھا کہ یہ فیصلہ بھی کرے اور پھر اس کو مٹانے کا اقدام بھی خود کرے۔ اس وقت تو دنیا میں کسی نے یہ اعلان نہیں کیا کہ عراق کو یہ حق حاصل ہے کہ جب چاہے اسرائیل کے خلاف انتقامی کارروائی کرے۔

یہ فیصلہ کرنا عراق کا کام ہے کہ آج کرے یا کل کرے یا پرسوں کرے۔ مگر اس انتہائی کھلی کھلی جابرانہ بربریت کے بعد اقوام متحدہ عراق کے اس حق کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر کسی نے یہ آواز سنی ہو تو کم سے کم میرے کانوں نے نہیں سنی۔ اگر کسی نے ایسی خبر پڑھی ہو تو کم سے کم میری آنکھوں نے نہیں پڑھی اور کسی مسلمان نے نہیں پڑھی۔

پس عالم اسلام کا یہ تصور کہ موجودہ دشمنی بھی اسلام کی گہری نفرتوں پر مبنی ہے، حقائق پر مبنی تصور ہے۔ یہ کھلی کھلی دشمنیاں اور کھلی کھلی ناانصافیاں دنیا کو معلوم ہیں، اُن کی نظر میں آتی ہیں اور بھول جاتے ہیں لیکن تأثر قائم رہ جاتا ہے اور وہ تأثر سچا ہوتا ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ جب عراق اسرائیل پر حملہ کرتا ہے اور راکٹس برساتا ہے اور اُن کی شہری آبادیوں میں سے کچھ حصہ منہدم ہوتا ہے تو ساری دنیا اس پر شور مچا دیتی ہے۔ فلسطین یاد نہیں رہتا۔

## اسرائیل کا وہ فضائی حملہ یاد نہیں رہتا جو ایٹمی پلانٹ پر کیا گیا تھا۔

اور اس کے بعد آئندہ مظالم کی نہایت خوفناک داغ بیل ڈالی جاتی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کے نتیجے میں مسلمانوں کے جذبات زیادہ سے زیادہ مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مسئلے چلے جا رہے ہیں اور جب وہ ان جذبات کا اظہار کریں تو قومیں ان کو مخاطب کر کے کہتی ہیں کہ آج فیصلہ کرو کہ تم اسلام کے وفادار ہو گے یا ہمارے وطن کے وفادار رہو گے یہ کونسا انصاف ہے۔ حقائق کے اظہار پر ظنیت کا سوال اُٹھانا ہی ظلم ہے۔ اگر یہ باتیں جو سچی اور حقیقتیں ہیں ان کا مسلمان اظہار کرتا ہے تو اس کو حق حاصل ہے لیکن جو میں بات ظاہر ہو چکی ہے اس سے زیادہ بھیانک باتیں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں۔

## اسرائیل کے ساتھ کچھ مخفی گفت و شنید امریکہ نے کی!

اور اپنے ایک بہت ہی اہم افسر کو اپنے مرکزی حکومت کے [illegible] تو ان کے پاس بھجوایا۔ اور باتوں کے علاوہ جو مخفی تھیں اور کچھ عرصے تک مخفی رہیں گی جب تک وہ عملی صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر نہ ہوں، ایک یہ بھی تھی کہ اسرائیل کو چھ بلین سے زیادہ ڈالر دیئے گئے اس لئے نہیں

کہ تم جوابی انتقامی کاروائی نہ کرو بلکہ اس لئے کہ سردست نہ کرو اور بعد میں کر لینا۔ جب ہم مار کر فارغ ہو جائیں تو جو کچھ بچے گا اُس پر تم اپنا بدلہ اُتار لینا۔ بعض دفعہ پُرانے زمانوں میں رواج تھا کہ اگر کوئی ظالم مر جاتا تھا یا کوئی شخص کسی مرے ہوئے کو ظالم سمجھتا تھا اور انتقام لینا چاہتا تھا تو اس کی لاش اُکھیڑ کر اُسے پھانسی لگا دیا جاتا تھا تو عملاً جو معاہدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لاش بنانے تک ہمیں موقعہ دو۔ ہم تمہاری یہ خدمت کر رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ جب مار بیٹھیں گے تو پھر تمہارے سپرد کر دیں گے پھر اس لاش کو تم جہاں مرضی لٹکائے پھرنا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سب انصاف کی باتیں ہیں؟

## کیا یہ انسانیت کی باتیں ہیں؟

لیکن ایک اور بات جو دنیا کی نظر میں نہیں آرہی وہ یہ ہے کہ عراق کی سویلین یا پولیشن یعنی پُرامن عام آبادی پر جو خطرناک بم گرائے گئے ہیں۔ یہ اس واقعہ کے بعد گرائے گئے ہیں اور زیادہ تر مغربی عراق کی آبادی اس سے متاثر ہوئی ہے۔ اور یہ اگر یہ ظلم تھا تو عملاً اس سے ہزاروں گنا بڑا ظلم عراق پر کیا جا چکا ہے۔ اگر ایک اسرائیلی گھر گرا تھا تو سینکڑوں عراقیوں کے گھر گرائے جا چکے ہیں۔ اگر ایک اسرائیلی زخمی ہوا تھا تو ہزاروں عراقی مارے جا چکے ہیں۔ وہاں سے آنے والے بتاتے ہیں کہ

### بعض علاقوں سے لاشوں کی بدبو کی وجہ سے گزرا نہیں جاتا۔

جلے ہوئے گوشت کی بدبو بھی اُٹھتی ہے اور متعفّن گوشت کی بدبو بھی اُٹھ رہی ہے اور علاقوں کے علاقے آبادی سے خالی ہو گئے ہیں۔ یہ وہ امریکہ کا انتقام ہے جو یہود کی خاطر اُس نے لیا ہے اور یقیناً یہ اس معاہدے میں شامل تھا جس کی باتیں ابھی منظرِ عام پر نہیں آئیں عملاً وہ منظرِ عام پر آگیا ہے اور ابھی یہ انسانیت کے علمبردار بنے MORAL HIGH GROUNDS سے باتیں کرتے ہیں اور باقی دنیا کو کہتے ہیں تم ذلیل، تمہیں اتنا نہیں پتہ کہ انسانیت ہوتی کیا ہے۔ تم نے نہتے معصوم اسرائیلیوں پر بمباری کی۔ وہ غلط ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ نہتے پُرامن شہریوں کو کسی رنگ میں بھی تکلیف پہنچائی جائے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جب بھی بعض علاقوں میں جہاد یعنی تلوار کا جہاد ہوا کرتا تھا تو آپ افواج کو بھیجنے سے پہلے اُن کو تفصیل سے اور تاکید سے جو ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ایک یہ کلی ہدایت تھی کہ شہریوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو اور بچوں کو ہرگز تہ تیغ نہیں کرنا۔ اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ پس فی الحقیقت یہ صحیح اسلامی تعلیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصیحتوں اور آپ کی سُنت سے ملتی ہے اور یہ وہ تعلیم ہے۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ عراق نے درست کیا مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر عراق نے غلط بھی کیا تو دنیا کے ان قواعد دستور کے مطابق جن کے تم علمبردار بنے ہوئے ہو عراق کی اس کاروائی کو ایک جوابی کاروائی تصور کرنا چاہئے تھا۔ اسرائیل میں بسنے والے وہ مسلمان جن پر آئے دن گولیاں چلائی جاتی ہیں اور نہتوں کو تہ تیغ کیا جاتا ہے اور گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اگر ان کا انتقام لیا جائے تو تم یہ نہیں کہتے کہ یہ انتقام ہے اور جائز ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ یہ سراسر غیر منصفانہ، بہیمانہ ظلم ہے۔ اور زیادتی ہے جس کا بدلہ لینے کا اسرائیل کو حق ہے اور پھر مخفی معاہدے اُن سے یہ کرتے ہو کہ ہم تمہیں روپیہ بھی دیں گے اور تمہاری خاطر ایسے خوفناک مظالم ان پر کریں گے کہ تمہارے دل ٹھنڈے ہوں گے اور جو کچھ بھی ان معصوم لوگوں کا بچ رہے گا وہ تمہارے سپرد کر دیں گے کہ جاؤ اور جو کچھ ان کا رہ گیا ہے اُس کو ملیا میٹ کر دو یا اُن کے مُردوں کی لاشیں لٹکا کر اُن سے اپنا انتقام لو اور اپنے سینے ٹھنڈے کرو۔ اور پھر یہ باتیں ان کے پیش کردہ

اخلاق کے اس قدر شدید منافی ہیں، جن اخلاق کا یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں خود اُن کے مخالف ہیں، جو پروپیگنڈا دنیا میں کر رہے ہیں خود اس پروپیگنڈے کو جھٹلانے والی باتیں ہیں۔ پروپیگنڈا یہ کر رہے ہیں کہ صدر صدام ایک نہایت ہی خوفناک جابر ہے۔ ہم اس کو سزا اس لئے دے رہے ہیں کہ اس نے خود اپنے ملک کے باشندوں کو زبردستی غلام بنایا ہوا ہے۔ ہم اس کو سزا اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں پر ظلم اور تشدد کر رہا ہے اور ان کی رہائی کی خاطر ہم صدر صدام کے خلاف ہیں نہ کہ اہلِ عراق کے خلاف اور سزا کن معصوموں کو دے رہے ہیں جن پر ان کے بیان کے مطابق مسلسل سالہا سال سے صدر صدام تشدد کرتا چلا جا رہا ہے۔ ان مظلوم عورتوں اور بچوں کا کیا قصور ہے جو تمہارے بیان کے مطابق پہلے ہی مظلوم ہیں جن کی آزادی کے نام پر تم نے یہ جنگ شروع کی ہوئی ہے کہ اُن کو اس جرم کی سزا دو جس جرم کا ارتکاب تمہارے نزدیک صدام نے اسرائیل کے خلاف کیا اور ایسی سزا دو کہ یہود کی تاریخ میں بھی ایسے خوفناک انتقام کی مثالیں نہ ملیں۔ تمہیں یہ کیا حق ہے کہ عیسائیت کی معصوم تعلیم کو داغدار کرو اور عیسائیت کی تعلیم کو اور عیسائیت کی تاریخ کو بھی اسی طرح انتقام کے ظلم سے خون آلود کر دو جس طرح یہود کی تاریخ ہمیشہ خون آلود رہی ہے۔

پس یہ ساری غیر منصفانہ باتیں ہیں۔ عدل کے خلاف باتیں ہیں۔ تقویٰ کے خلاف باتیں ہیں جن کے خلاف مسلمان کے دل میں ایک ردِ عمل ہے اس کے باوجود وہ جن ملکوں میں رہتا ہے اُس کا پُرامن شہری ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ اس بات پر آمادہ ہے کہ ملک کا قانون توڑے بغیر صرف ظلم کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرے اس کو غدار قرار دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے۔ یہ کونسا انصاف ہے۔ مجھ سے

### ایک احمدی نے فون پر سوال کیا

کہ میرا BBC کے ساتھ یا کسی اور ٹیلی ویژن کے ساتھ انٹرویو ہونے والا ہے وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا کیا ردِ عمل ہے؟ کیا تبصرہ ہے ان حالات پر؟ بتائیں میں کیا جواب دوں۔ میں نے کہا: تم یہ جواب دو کہ جو TONY BEN کا تبصرہ ہے میرا بعینہٖ وہی تبصرہ ہے۔ جب میرے دل کی صحیح آواز وہ منصف مزاج انگریز بلند کر رہا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے اس آواز کو خود بلند کرنے کی۔ کیونکہ جب میں کروں گا تو تم مجھے غدار قرار دو گے۔ جب TONY BEN کرے گا تو تم اُسے غدار قرار دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ پس جو باتیں ہو رہی ہیں انصاف کے خلاف ہو رہی ہیں، تقویٰ کے خلاف ہو رہی ہیں۔ کوئی قانون نہیں ہے۔ کوئی اصول نہیں ہے۔ کوئی High Moral Ground نہیں ہے بلکہ اخلاقی انحطاط میں تحت الثریٰ تک پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔

پس یہ وہ صورتحال ہے جو درست اور تقویٰ پر مبنی صورتحال ہے مگر اس کے باوجود کسی مسلمان عالم اور کسی مسلمان بادشاہ کو یہ حق نہیں ہے کہ ان لڑائیوں کو اسلامی جہاد قرار دے لیکن مسلمان عوام کو جب جہاد کے نام پر بلایا جائے گا تو اس لئے لبیک کہیں گے کہ وہ دل سے جانتے ہیں اور بار بار ان کا کردار یہ ثابت کرتا چلا جا رہا ہے کہ ان لڑائیوں کے پس منظر میں اسلام کی دشمنی ضرور موجود ہے۔ پس وہ معصوم جہاں مارے جائیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کی رحمت اُن سے رحم کا سلوک فرمائے گی اور اگر اسلام کی کامل تعریف کی رُو سے وہ شہید قرار نہیں بھی دیئے جا سکتے تو چونکہ اسلام کی دشمنی میں اُن پہ ظلم ہوئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اُن سے رحمت اور مغفرت کا سلوک کرے گا۔ لیکن پھر بھی میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ نہ مسلمان علماء کا حق ہے اور نہ مسلمان بادشاہوں کا حق ہے کہ وہ اپنی سیاسی لڑائیوں کو خواہ وہ مظلوم کی لڑائیاں ہوں اسلامی جہاد قرار دیں۔

دراصل آج کل اسلام کی دشمنی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ظاہر و باہر ہوتی چلی جا رہی ہے اور مُنہ سے کوئی کچھ کہے درحقیقت دل کی آواز

مختلف بہانوں کے ساتھ اُٹھ ہی جاتی ہے اور زبان پر بھی آ ہی جاتی ہے اور جہاں تک عمل کا تعلق ہے وہ میں نے بیان کیا ہے کہ ایسی مکروہ عملی تصویریں بنائی جارہی ہیں کہ جو خون کا رنگ رکھتی ہیں اور نفرت کے پس منظر میں بنائی جارہی ہیں اور اسلام کی نفرت کا برش اُن کے خدوخال بنا تا چلا جا رہا ہے اور کھل کر دنیا کے سامنے وہ تصویریں اُبھرتی چلی جارہی ہیں اس کے نتیجے میں اور جو کچھ بھی ہو امن بہرحال قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بنیادی اصول کبھی کوئی دنیا میں تبدیل نہیں کر سکتا کہ

## نفرتیں نفرتوں کے بچے پیدا کرتی ہیں۔

اس لئے یہ ابھی سے بیٹھے ہوئے منصوبے بنا رہے ہیں کہ کس طرح اس جنگ کے اختتام پر اس خطۂ ارض میں جسے مشرقِ وسطیٰ کا نام دیا جاتا ہے امن کا قیام کریں گے۔ یہ محض خواب و خیال کی جاہلانہ باتیں ہیں۔ جہاں نفرتوں کے بیج اتنے گہرے بو دیئے گئے ہوں وہاں سے نفرتیں ہی اُبھریں گی۔ جہاں جنگ کے بیج بو دیئے گئے ہوں وہاں جنگیں ہی اُگیں گی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان نفرتوں کے نتیجے میں محبتیں پیدا ہونی شروع ہو جائیں اور جنگ کے نتیجے میں امن کی فصلیں کاٹنے لگو۔ پس آج نہیں تو کل یہ دیکھیں گے کہ جو اقدامات یہ آج کر رہے ہیں یہ ہمیشہ کے لئے دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں اور جو مجرم ہے خدا اُس کو سزا دے گا کیونکہ انسان تو بے اختیار ہے۔

جماعت احمدیہ کسی قومی تعصب میں مبتلا ہو کر کسی خیال کا اظہار نہیں کرتی، نہ تعصب میں مبتلا ہو سکتی ہے کیونکہ ہمارے دل توحید نے سیدھے کر دیئے ہیں۔ کوئی کجی ان میں نہیں چھوڑی۔ ہماری وفا توحید کے ساتھ ہے اور توحید جس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور گڑھ جائے اس کے دل میں عصبیتیں جگہ پا ہی نہیں سکتیں۔ یہ دو چیزیں ایک سینے میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

## توحید تو کُل عالم کو اکٹھا کرنے والی طاقت ہے۔

توحید جس سینے میں سما جائے اُس میں کوئی عصبیت جگہ نہیں پا سکتی۔ یہ ایک بنیادی غیر مبدّل قانون ہے۔ اسی لئے میں جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہمارے تبصروں میں خواہ کیسی ہی تلخی ہو وہ حق پر مبنی تبصرے ہوں گے اور آج نہیں تو کل دنیا ہماری تائید کرے گی کہ ہاں تم نے حق کی صدا بلند کی تھی اور اس میں کوئی تعصب کا شائبہ تک باقی نہیں تھا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کی وجہ سے طبیعتوں پر سخت انقباض بھی ہے اور بے قراری پائی جاتی ہے۔ وہ ان کا متکبرانہ رویّہ ہے۔ خاص طور پر

## امریکہ کے صدر جب بات کرتے ہیں

عراق کے متعلق یا دوسری ان قوموں کے متعلق جو اُن سے تعاون نہ کر رہی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں ایک خدا اُتر آیا ہے اور خدا بات کر رہا ہے اور جو مؤحّد ہو وہ تکبر کے سامنے سر جھکا ہی نہیں سکتا۔ شرک کی مختلف قسمیں ہیں لیکن سب سے زیادہ مکروہ اور قابلِ نفرت شکل تکبر ہے۔ پس تکبر کے خلاف آواز بلند کرنا مؤحد کا اوّلین فریضہ ہے اور جماعت احمدیہ دنیا کے موحّدین میں صفِ اوّل کی موحّد جماعت ہے بلکہ توحید کی علمبردار جماعت ہے۔ توحید کا جھنڈا آج جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا ہے۔ اس لئے

## ہم ہر شرک کے خلاف آواز بلند کریں گے۔

ہر تکبر کے ساتھ آواز بلند کریں گے اور دنیا کا کوئی خوف ہماری اس آواز کا گلا نہیں گھونٹ سکتا کیونکہ وہ مصنوعی خدا جو دنیا کی تقدیر پر قابض ہونے کی کوشش کرتے ہیں اُن کے سامنے سر جھکانا اور موحّد ہونا بیک وقت ممکن ہی نہیں ہے۔ جب میں ایسے تبصرے کرتا ہوں تو بعض احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کی فکر پیدا ہوتی ہے آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں اُن کو یاد دلاتا ہوں کہ میں اس لئے ایسی باتیں کرتا ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب آپ نے توحید کے حق میں آواز بلند کی تو مکّہ کیا تمام دنیا آپ کی مخالف تھی۔ آپ کی منتیں کی گئیں۔ آپ کو سمجھایا گیا کہ کیوں اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ آپ کو علم نہیں کہ کتنی کتنی خوفناک طاقتیں آپ کے خلاف اکٹھی ہو گئی ہیں لیکن آپ نے ان کو یہی جواب دیا اور ہمیشہ یہ جواب دیا کہ

## توحید کی راہ میں میں ہر قربانی کیلئے تیار ہوں

یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ یہی میرے پیغام کی جان ہے۔ یہی میرے مذہب کی روح ہے اس لئے ہر دوسری چیز سے تم مجھے الگ کر سکتے ہو مگر توحید اور توحید کا پیغام پہنچانے سے الگ نہیں کر سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو۔ خدا کی قسم! اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پہ لاکر رکھ دو اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر لاکر رکھ دو تب بھی میں ان کو رد کر دوں گا اور توحید کا دامن کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ پس مجھے کس بات سے ڈراتے ہیں۔ امریکہ کی طاقت ہو یا یہود کی طاقت ہو یا انگریز کی طاقت ہو یا تمام دنیا کی اجتماعی طاقتیں ہوں اگر توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے میں پارہ پارہ بھی ہو جاؤں تو خدا کی قسم میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ یہ اعلان کرے گا کہ

## فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ

میں خدائے کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا اور یہی وہ آواز ہے جو آج تمام دنیا کے احمدیوں کے دلوں سے اور ان کے جسموں کے ذرّے ذرّے سے اُٹھنی چاہیئے۔

کیا پروگرام ہیں؟ اور کن طاقتوں پر یہ بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ DESERT STORM کی باتیں کرتے ہیں یعنی صحراؤں کا ایک طوفان ہے جو دشمن کو ہلاک اور ملیامیٹ کر دے گا۔ یہ نہیں جانتے کہ طوفانوں کی باگیں بھی خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کیا فیصلہ کرے گی مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر جو بھی فیصلہ کرے گی وہ بالآخر متکبروں کو ہلاک کرنے کا موجب بنے گا

## آج نہیں تو کل یہ تکبر ملیامیٹ کئے جائیں گے

کیونکہ وہ بادشاہت جو آسمان پر ہے اسی خدا کی بادشاہت زمین پر ضرور قائم ہو کر رہے گی۔ پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائے گا اور طوفان ان پر اُلٹائے جائیں گے اور ایسے ایسے خوفناک STORMS خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جن کے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی طاقتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ نظام کہنہ مٹایا جائے گا۔ آپ یاد رکھیں اور اس بات پر قائم رہیں اور کبھی محو نہ ہونے دیں۔ یہ اقوامِ قدیم جن کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔ یہ تو مٹے ہوئے یادگار بن جائیں گی اور عبرتناک یادگار بن جائیں گی اور ان کے کھنڈرات سے آپ ہیں اے توحید کے پرستارو! وہ آپ ہیں جو نئی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ نئی اقوام متحدہ کی عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کرنے والے تم ہو۔ اے مسیح محمدی کے غلامو! جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ تم دیکھو گے۔ آج نہیں تو کل دیکھو گے۔ اگر تم نہیں دیکھو گے تو تمہاری نسلیں دیکھیں گی۔ اگر کل تمہاری نسلیں نہیں دیکھیں گی تو پرسوں کی نسلیں دیکھیں گی۔ مگر یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں اور اس کی تقدیر کی تحریریں ہیں جنہیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ آپ وہ مزدور ہیں جنہوں نے وہ نئی عمارتیں تعمیر کرنی ہیں۔ نئی اقوام متحدہ کی بنیادیں تو ڈالی جا چکی ہیں، آسمان پر پڑ چکی ہیں اُن کی عمارتوں کو آپ نے بلند کرنا ہے پس اُن دو مقدس مزدوروں کو کبھی دل سے محو نہ کرنا جن کا نام ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ تھا۔

(آگے مسلسل صٹ پر)

اور ہمیشہ یاد رکھنا اور اپنی نسلوں کو نصیحتیں کرتے چلے جانا کہ اے خدا کی راہ کے مزدورو! اسی تقویٰ اور سچائی اور خلوص کے ساتھ، اسی توحید کے ساتھ وابستہ ہوکر اسے اپنے رگ و پے میں سرایت کرتے ہوئے تم اس عظیم الشان تعمیر کے کام کو جاری رکھو گے ایک صدی بھی جاری رکھو گے، اگلی صدی بھی جاری رکھو گے یہاں تک کہ یہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ اس عمارت کی تکمیل کا سہرا جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی تھی جن کے ساتھ ان کے بیٹے اسماعیل نے مزدوری کی تھی، خدا کی تقدیر میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سر پر باندھا جا چکا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ ہم تو مزدور ہیں، محمد مصطفیٰ ؐ کے قدموں کے غلام۔ آپ کے خاکِ پا کے غلام ہیں۔ پس آپ وفا کے ساتھ کام لیں اور نسلاً بعد نسلٍ اپنی اولاد کو یہ نصیحت کرتے چلے جائیں کہ تم خدا اور رسول کے مزدوروں کی طرح کام کرتے رہو گے اور کرتے رہو گے! اپنے خون بھی بہاؤ گے اور پسینے بھی بہاؤ گے اور کبھی بھی نہ تھکو گے نہ ماندہ ہو گے یہاں تک کہ خدا کی تقدیر اپنے اس وعدے کو پورا کردے کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دین اس لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا کہ تمام ادیان پر غالب آجائے اور ایک ہی جھنڈا ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جھنڈا ہو اور ایک ہی دین ہو جو خدا اور محمد ؐ کا دین ہو اور ایک ہی خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو۔ خدا کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اگر نہ دیکھ سکیں تو ہماری اولادیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہمیں یاد رکھیں اور اگر وہ بھی نہ دیکھ سکیں تو ان کی اولادیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان دنیا کی آنکھوں سے آپ دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں

**میری روح کی آنکھیں آج ان واقعات کو دیکھ رہی ہیں۔**

ان عظیم الشان تغیرات کو اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے میرے سامنے واقعہ ہو رہے ہیں اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری روحوں کو آشنا کیا جائیگا اور خبریں دی جائیں گی کہ اے خدا کے غلام بندو! خدا سے عشق اور محبت کرنے والے بندو! تمہاری روحیں ابدی سرور پائیں اور ابدی سکینت حاصل کریں کہ جن راہوں میں تم نے قربانیاں دی تھیں وہ راہیں شاہراہ بن چکی ہیں اور جن تعمیرات میں تم نے اینٹ اور روڑے اور پتھر رکھے تھے وہ خدا کی توحید کی ایک عظیم الشان عمارت بن کر اپنی پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ ہو گا اور ایسا ہو گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس رنگ میں خدمت کی توفیق عطا ہو۔

گزشتہ جمعہ پر میں نے اعلان کیا تھا کہ جاپان اور جرمنی اور ماریشس کی جماعتیں براہ راست اس خطبے کو سن رہی ہیں۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ نیویارک امریکہ اور بریڈفورڈ یوکے اور ڈنمارک کی جماعتیں بھی مواصلاتی ذریعے سے اس خطبے کو براہ راست سن رہی ہیں۔ آج بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ماریشس، سویڈن، مانچسٹر اور بریڈفورڈ اور جرمنی اور جاپان کی جماعتیں۔ جرمنی میں ہمبرگ اور فرینکفرٹ شامل ہیں۔ ان کی جماعتیں براہ راست اس خطبے کو سن رہی ہیں۔ پچھلی دفعہ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ جب یہ سن رہی ہیں تو ان کو براہ راست السلام علیکم کہہ دوں۔ پس اپنی طرف سے بھی اور تمام یو کے کی احمدی کی طرف سے بھی آپ تمام احمدی بھائیوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ ہماری طاقتوں کی جان دعائیں ہیں اور جو کچھ روحانی انقلاب دنیا میں برپا ہو گا وہ دعاؤں ہی کے ذریعہ ہو گا۔

## درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم نثار احمد صاحب معلم وقف جدید لوہار کہ تحصیل راجوری اپنے بیٹا اور اپنے اہل و عیال کی خیر و برکت، صحت و سلامتی اور سلسلہ احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پانے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

۲۔ مکرم عبدالعظیم صاحب درویش قادیان ایک عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں اور امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں موصوف کی کامل شفایابی کے لئے درخواست

# خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں
# ایک خوشی کی تقریب

تقدیر الٰہی سے انعامات کلمۃ اللہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو قادیان میں قیام کا موقعہ عجیب در عجیب حالات میں میسر آیا۔ اب آپ امیر جماعت احمدیہ قادیان اور ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔

آپ اور محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کے اکلوتے فرزند کی شادی ۱۴ر جنوری ۱۹۹۱ء کو ربوہ میں عزیزہ محترمہ سیدہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ بنت محترم سید احمد ناصر صاحب مرحوم و محترمہ سیدہ ریحانہ باسمہ صاحبہ سے ہوئی اور ۱۷ر جنوری کو ولیمہ ہوا۔

دلہن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ؓ کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب نبیرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی ہیں۔ اور عزیز مرزا کلیم احمد صاحب سیدنا حضرت مصلح موعود ؓ اور ام وسیم حضرت سیدہ عزیزہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ؓ کے نواسے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال ان کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔ یہ خوشی اللہ تعالیٰ نے احمدیانِ بھارت اور خصوصاً جماعت احمدیہ قادیان کو دکھائی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ یہ جوڑا اور ان کی نسل قادیان اور ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی ترقی کا باعث بنیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل ہونے کی وجہ سے جو ان پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ بطریق احسن ادا کرنے کی توفیق پائیں اور یہ شادی خانہ آبادی ہر رنگ میں مبارک ہو۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے
(قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان)

## ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۲ر جنوری کو بعد نماز مغرب عزیزہ مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ بیگم مکرم ڈاکٹر سید منیب ابراہیم احمد صاحب کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ فالحمد للّٰہ حمداً کثیراً۔

نومولود مکرم و محترم سید محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ (خلف حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ) کا پوتا اور خاکسار مرزا وسیم احمد کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ نیک صالح خادم دین بنائے۔ آمین۔ ولادت فضل عمر ہسپتال میں ہوئی۔ یہ کیس محترم ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے [illegible] کیا۔

خاکسار:۔ مرزا وسیم احمد
ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

دعا صفحہ...

۳۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب درویش اور مکرم سائیں عبدالرحمٰن صاحب درویش قادیان ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ہر دو کی صحت کاملہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

۴۔ خاکسار کی بڑی ہمشیرہ مکرمہ ریحانہ پروین صاحبہ کو اچانک چکر آجانے پر گر پڑی اور کافی شدید چوٹیں آئی تھیں۔ [illegible] سے موصوفہ کی شفائے کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(خاکسار۔ سید کلیم احمد عجب شیر تیماپوری)

# خریداران اخبار بدر کی خدمت میں چند ضروری گزارشات

(۱) چندہ بدر کے متعلق تمام خط و کتابت مینیجر بدر کے نام کیا کریں اور رقم بھی مینیجر بدر کے نام ارسال کیا کریں۔ بعض احباب ایڈیٹر صاحب کے نام چیک یا ڈرافٹ بھجوا دیتے ہیں۔ اس طرح کام میں بلاوجہ طوالت ہو جاتی ہے۔ ایڈیٹر صاحب سے صرف علمی مواد کے متعلق خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

(۲) احباب کو علم ہے کہ اخبار بدر جاری کروانے کے لئے ایڈوانس قیمت جمع کروائی جاتی ہے۔ لیکن بعض خریداران بدر کا یہ حال ہے کہ دو دو تین تین سال کا چندہ بقایا ہوتا ہے اور دفتر خط و کتابت کرتا رہتا ہے یا جب تک کوئی نمائندہ مرکز سے نہ آئے چندہ وصول نہیں ہوتا۔ اس غلط طریق نے اخبار بدر کو خسارہ سے دوچار کر دیا ہے۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جب خسارہ کی وجوہات اور بقایاجات کی تفاصیل پیش ہوئیں تو حضور انور نے اس طریق کو سخت ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ۔

"جس کے نام اخبار جاری ہوتا ہے اس سے پہلے طے ہونا چاہیئے کہ کب اور کتنے عرصے میں ادائیگی ہوگی اور اسے یہ بتا دینا چاہیئے کہ اگر تین ماہ تک ادائیگی نہ ہوئی تو اسے اخبار کی ترسیل بند کر دی جائے گی اگر کوئی اخبار کی خریداری میں سنجیدہ ہوگا تو وہ خود دوبارہ رابطہ کرے گا اور ادائیگی کر کے اخبار جاری کروائے گا۔"

لہٰذا خریداران بدر کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ تین ماہ تک انتظار کر کے چندہ موصول نہ ہونے کی صورت میں دفتر اخبار بند کرنے پر مجبور ہوگا۔ امید ہے خریداران بدر بروقت چندہ بھجوا دیا کریں گے۔

(۳) احباب جماعت کی سہولت کے لئے مندرجہ ذیل نمائندگان بدر مقرر کئے گئے ہیں ادائیگی چندہ وغیرہ کے لئے ان سے رابطہ قائم کر لیا کریں

برہما پتر (U.P.) ۔ مکرم بشیر الدین ساقی صاحب
حیدرآباد و سکندرآباد ۔ ،، احمد عبد الستار ،،
یادگیر۔ گلبرگہ۔ شاہ آباد ۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب ۔ مکرم عبد القادر صاحب
شیموگہ ۔ بھاگلپور ۔ مکرم سید عبد الغنی صاحب
بھدرک ۔ مکرم وسیم احمد صاحب خورشید
کٹک ۔ ،، سید رفیع احمد صاحب
سورو ۔ ،، سید فیروز عالم ،،
سونگھڑہ ۔ چھتر ار ۔ کیندرا پاڑہ
مکرم سید شاہد احمد صاحب
کیرنگ ۔ مکرم سید سیف الرحمن صاحب
کانپور ۔ ،، محمد احمد خان ،،
بمبئی ۔ ،، عبد الشکور صاحب ہریکر
چنتہ کنٹہ ۔ ،، محمود احمد ،، بابلو
جڑچرلہ ۔ ،، میر احمد ،، اشرف

ان نمائندگان بدر سے گزارش ہے کہ جن احباب کی طرف سے چندہ وصول ہو جائے فوراً دفتر کو مطلع کر دیا کریں تاکہ بقایاداران کی فہرست میں ان کا نام شامل نہ ہو جائے۔

(۴) ماہ نومبر ۹۰ء میں تین اور چار سال کے بقایاداران کی فہرست شائع کی گئی تھی اب ۲ سال کے بقایاداران کی فہرست شائع کی جانی ہے۔ احباب اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ اُن کا نام بقایاداروں کی صورت میں اس طرح اخبار میں شائع ہو۔ لیکن دفتر کو خط و کتابت کے بعد مجبوراً یہ طریق اپنانا پڑتا ہے۔ امید ہے احباب کوشش کریں گے کہ اخبار میں اشاعت کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

(۵) کثیر بقایاجات (جیسا کہ قارئین بدر نے بقایاداروں کی شائع شدہ فہرست سے ملاحظہ کر لیا ہوگا۔) کی وجہ سے اخبار بدر خسارہ سے دوچار ہو گیا ہے جس کے لئے سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت سے اعانت وصول کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی تھی اور دیسے بھی بجٹ آمد میں اعانت کی مستقل مد قائم ہے۔ لہٰذا احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اخبار بدر کو مالی طور پر مستحکم کرنے کے لئے خصوصی اعانت بھی فرمائیں۔

(۶) اخبار بدر، تبلیغی اغراض کو بھی بہت حد تک پورا کرتا ہے کئی غیر از جماعت تعلیم یافتہ احباب مرکز میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نام اخبار بدر جاری کریں۔ اس تعلق میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تازہ مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

"اس سلسلہ میں یہ تحریک ہونی چاہیئے کہ جو احمدی احباب اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام اخبار لگوانا چاہیں وہ پیشگی چندہ کی ادائیگی کریں اور اگر بعض دوست معین طور پر اپنے دوستوں کے نام اخبار نہ لگوائیں لیکن منجملہ رقم اس غرض سے بھجوائیں کہ مرکز از خود کسی کے نام اخبار جاری کر دے تو اس رقم سے تبلیغی اغراض کی خاطر اخبار جاری کئے جائیں۔"

لہٰذا احباب جماعت اس طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں اس طرح اخبار بدر کی توسیع اشاعت کے ساتھ ساتھ تبلیغی فریضہ بھی انجام پا سکے گا اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اخبار بدر کو نافع الناس بنائے اور مالی طور پر اس صیغہ کو استحکام عطا فرمائے

خاکسار
محمد انعام غوری
صدر نگران بورڈ بدر

**درخواست دعا** | خاکسار B.A. کا امتحان دینے والا ہے۔ امتحان میں کامیابی نیز ملازمت میں بھی کامیابی کیلئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ ریاض احمد خان معرفت کیرنگ اڑیسہ

## ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بیٹے عزیز الدین ڈرائیور کو مورخہ ۹۰/۱/۲۳ کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام ساجدہ بیگم تجویز کیا گیا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر -/۱۲۵ روپے شکرانہ فنڈ میں اور اعانت بدر میں دس روپے ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالح اور خادم دین بنائے آمین

خاکسار محمد محی الدین وڈمان

**تصحیح**

۱ــ "بدر" ۱۷ جنوری ۱۹۹۱ء صفحہ ۹ سطر ۵ پر سہواً تاریخ غلط لکھی گئی ہے۔ خطبہ جمعہ کی صحیح تاریخ یہ ہے۔
"فرمودہ ۲۰ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۹ ہش"
قارئین کرام براہ مہربانی تصحیح فرمالیں ــــــــــ (ایڈیٹر)

۲ــ "بدر" ۲۲ نومبر ۱۹۹۰ء صفحہ زیر عنوان امراء جماعت احمدیہ بھارت پانچویں نمبر پر امیر جماعت احمدیہ کانپور کا نام لکھنے میں سہواً غلطی رہ گئی ہے۔ آپ کا اصل نام ہے۔ مکرم محمد زاہد صاحب سمجھیں۔
احباب کرام تصحیح فرمالیں ــــــــــ (ایڈیٹر)

۳ــ مکرم ایچ۔ اے۔ سعید صاحب آف کینڈا خریداری نمبر ۔۔۔ کا نام سہواً اخبار بدر کے بقایاداران کی فہرست میں شائع ہو گیا تھا جبکہ موصوف اگست ۱۹۹۱ء تک کی ادائیگی کر چکے ہیں۔ ادارہ بدر اس غلطی پر معذرت خواہ ہے
مینیجر اخبار بدر

**ولادت** | مورخہ ۹۰/۱/۱۰ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مبشر احمد صاحب ظاہر ناظم اشاعت جرمنی کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے از راہ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام کامران مبشر تجویز فرمایا ہے۔ اور یہ بچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک نو میں وقف ہے احباب جماعت سے بچہ کے نیک اور صالح خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خطبہ جمعۃ المبارک

# ساری کی ساری جماعت کو جھوٹ کے خلاف علم جہاد بلند کرنا چاہیئے کیونکہ جماعت احمدیہ کی بقا کیلئے سچ پر قائم ہونا ضروری ہے

## دنیا میں توحید کے قیام کیلئے سچ کا علم بلند کرنا ضروری ہے۔ ہم نے تو سچائی کے معاملے میں ساری دنیا کا رہنما بننا ہے

## ایسے اعلیٰ اور پاک نمونے اُن کے سامنے پیش کرنے ہیں کہ دنیا ہم سے سچ سیکھے اور سچ کی باریک راہیں اختیار کرنا سیکھے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ تبوک ۱۳۶۹ ہش مطابق ۷ ستمبر ۱۹۹۰ء بمقام ناصر باغ (مغربی جرمنی)

مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ:-

تیسری دنیا جس میں افریقہ بھی شامل ہے اور بہت سے ایشیا کے ممالک بھی شامل ہیں اور جنوبی امریکہ کے بھی بہت سے ممالک شامل ہیں، ان کے مسائل دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور زیادہ اُلجھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور زیادہ گمبھیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان تمام مسائل کی بہت سی وجوہات ہیں۔ بہت سے محرکات ہیں۔ بہت سے عوامل ہیں جن کے نتیجے میں یہ مسائل بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اگر ایک وجہ تلاش کی جائے تو آخری نقطہ جس کے گرد سارے مسائل گھومتے ہیں اور پھر بڑھتے پھیلتے چلے جاتے ہیں،

### وہ نقطہ جھوٹ کا نقطہ ہے

مَیں نے بڑی گہری نظر سے افریقہ کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ مشرقی دنیا کے دیگر ممالک کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اگرچہ بالعموم رجحان یہی پایا جاتا ہے کہ ہر نقص اور ہر بُرائی کو مغرب کے سر پر تھوپ دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ مغربی دُنیا نے ان ممالک کو مسائل میں ایسا اُلجھا رکھا ہے کہ ہوش نہیں آنے دیتے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی دُنیا بھی کسی تیسری دُنیا پر غالب نہیں آسکتی جب تک اس دُنیا میں اندرونی کمزوریاں نہ ہوں۔ وہ جسم جو صحت مند ہوں وہ جراثیم کے گھیرے میں رہتے ہیں۔ ہر سانس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں جراثیم ان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ غذا کے ہر لقمے کے ساتھ جراثیم جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ صحت مند جسموں کے اندر دفاع کی طاقت موجود ہوتی ہے۔ جب انسان کے دفاع کی طاقتیں کمزور ہو جائیں تو چھوٹے سے چھوٹا جرثومہ بھی، چھوٹی سے چھوٹی بیرونی طاقت بھی اُس پر قبضہ پانے کی اہلیت اختیار کر جاتی ہے۔

پس مَیں جانتا ہُوں کہ مغربی دُنیا کا جو مالی نظام ہے وہ مشرقی دُنیا کے لئے اور تیسرے درجے کی دُنیا کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے سارے نقصان پہنچ رہے ہیں درست نہیں ہے۔ تمام بُرائیوں کی جڑ جھوٹ ہے جس کے نتیجے میں مشرقی دُنیا دن بدن اور زیادہ بدتر حال میں مبتلا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ شراب اُمّ الخبائث ہے۔ اگر شراب اُمّ الخبائث ہے اور ضرور درست ہے تو

### جھوٹ کو اُمّ الکبائر کہنا ناجائز نہ ہوگا۔

اسی لئے ایک لمبے عرصے سے مَیں جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں۔ دُنیا کا کوئی ملک بھی جھوٹ کی عادت کے ساتھ نہ اپنا دفاع کر سکتا ہے نہ کسی پہلو سے بھی دُنیا میں ترقی کر سکتا ہے۔ اور کوئی قوم دُنیا میں ترقی نہیں کر سکتی اگر اس کے اندر جھوٹ کی بیماری موجود ہو۔ اور جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے مذہبی جماعتوں کے لئے تو جھوٹ ایک زہرِ قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اور ایسی جماعتیں جو جھوٹ میں مبتلا ہوں اور مذہبی جماعتیں ہوں وہ خود بھی ڈوبتی ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔ کیونکہ اُن پر انحصار کیا جاتا ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے راہنمائی کے لئے پیدا کیا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر وہ خود جھوٹ کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو راہنمائی کی تمام صلاحیتوں سے عاری ہو جاتی ہیں۔ تمام خوبیوں سے رفتہ رفتہ تعلق توڑنا شروع کر دیتی ہیں جو اُن کو نبوت کے نتیجے میں عطا ہوتی ہیں اور تمام بدیوں سے اُن کے روابط بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے باوجود اس کے کہ اس سے پہلے بھی مَیں نے بارہا خطبات میں جھوٹ کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین کی تھی مگر اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ایک یا دو یا چار خطبوں کی بات نہیں۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ بار بار جماعت کو اس طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جرمنی میں چونکہ پاکستان سے آنے والوں کی تعداد جماعتی لحاظ سے بہت زیادہ ہے اس لئے ایک بُرائی جو اُن کے آنے کے ساتھ جرمنی کے ملک میں منتقل ہوتی ہے وہ جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پاکستان کا معیار اپنے گرد و پیش کے معیار کی نسبت بہت بہتر ہے۔ ہر اخلاقی نقطۂ نگاہ سے، ہر اخلاقی پہلو کے لحاظ سے جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے امتیازی طور پر بہتر ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کہنا درست نہیں ہے اور یقیناً جھوٹ ہے کہ پاکستان میں بسنے والی جماعتوں میں سے جھوٹ کی عادت بالکل مٹ چکی ہے اور ختم ہو چکی ہے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں علاقائی اثرات کے نتیجے میں جھوٹ عام ہے اور سوائے اُن متقیوں کے جن کی جماعت تھوڑی ہے جو بالارادہ اپنے آپ کو جھوٹ کی نجاست سے پاک رکھتے ہیں، احمدیوں کے اندر ایک طبقہ ایسا ہے جن میں جھوٹ کی وہ شدت نہ بھی ہو مگر جھوٹ کی ملونی ان کی باتوں میں ضرور پائی جاتی ہے اور سب سے بڑی خطرناک بات یہ ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں خواہ وہ جھوٹ نہ بھی بولتے ہوں، جب ضرورت پیش آتی ہے تو اس سے پرہیز نہیں کرتے۔ اب یہ دو الگ الگ باتیں ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ گہرا رابطہ رکھتی ہیں۔ وہ سوسائٹی جس میں جھوٹ کی شرم اُٹھ جائے وہاں جھوٹ اس طرح بولا جاتا ہے جیسے زندگی کے سانس لئے جاتے ہیں۔ اور کوئی حیاء نہیں ہوتی اور کوئی روک حائل نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ گھر میں بھی بے تکلف جھوٹ بولتے ہیں۔ عدالتوں میں بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔ دفتروں میں اگر کام نکلوانے ہوں وہاں بھی جھوٹ بولتے ہیں گویا جھوٹ اُن کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہوتی ہے۔ اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اکثریت کا ایسا ابتر حال نہیں ہے۔ لیکن جب ضرورتیں پیش آتی ہیں اس وقت وہ جھوٹ بول دیتے ہیں۔ اور ایسے متقی جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ہر حال میں جھوٹ سے پرہیز کرتے ہیں۔ اُن کی تعداد تھوڑی ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ تو ہوتے ہیں لیکن قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ بنے ہیں۔ قرآن کریم کے بیان فرمودہ اس حصے کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ لوگ جو نیکیوں میں بہت سبقت لے گئے ان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے اوّلین میں یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ لوگوں میں وہ ایک بڑی جماعت تھے اور آخرین میں بھی ایسے لوگ ہوں گے لیکن وہ بڑی جماعت کے طور پر نہیں ہوں گے۔ نسبتِ تعداد کے لحاظ سے ان کی تعداد کے لوگ تھوڑے ہوں گے اور غالب اکثریت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پس یہ وہ پیشگوئی ہے جسے ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیشگوئی اس غرض سے تھی کہ تم اس پر اطمینان پا جاؤ۔ یہ پیشگوئی اس غرض سے تھی کہ تمہیں متوجہ کیا جائے کہ تم جس بلند مقام کے لئے پیدا کئے گئے ہو ابھی تک اس بلند مقام کو پا نہیں سکے اور تم اپنی حالت سے اس لئے غافل نہ رہ جانا کہ تمہیں قرآن کریم نے اوّلین سے ملانے کی خوشخبری دی ہے۔ تم اوّلین سے ملائے تو جاؤ گے لیکن "ثُلَّةٌ" کے طور پر نہیں، ایسی بڑی تعداد میں جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے میں مخلصین اور متقدمین کی جماعت موجود تھی اتنی بڑی تعداد میں تم نسبت کے لحاظ سے نیک رہو گے۔ ہاں درمیانے درجے کے نیک لوگوں میں تم بہت بڑی تعداد میں پائے جاؤ گے۔ پس یہ پیشگوئی یہ بتانے کے لئے تھی کہ ہم دن بدن اور زیادہ نگران ہوں۔ اور زیادہ توجہ اور کوشش کریں۔ اپنی درمیانے درجے کی اکثریت کو اوّل درجے کی اکثریت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور اس ضمن میں سب سے اہم بات سچائی کا قیام ہے اور جھوٹ سے پرہیز ہے۔

جھوٹ کے متعلق میں نے کہا کہ ایسا اوقات بہت سے احمدی جب ان کو ضرورت پیش آتی ہے تو جھوٹ بول جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یہاں موجود ہیں۔ جب انہوں نے جرمنی آنے کے لئے بارڈر کراس کئے، جب عدالتوں میں پیش ہوئے، جب ان سے پوچھا گیا کہ کیسے آئے تھے؟ کس طرح داخل ہوئے تھے؟ پاسپورٹ دکھاؤ تو ہر قدم پر ان میں سے بہت سی تعداد ایسی ہے جنہوں نے ضرور جھوٹ بولے ہوں گے کیونکہ عمومی طور پر ملاقات کے دوران جب میں جائزہ لیتا ہوں تو مجھے یہ معلوم کر کے سخت شرمندگی ہوتی ہے اور تکلیف پہنچتی ہے کہ اگرچہ میرے سامنے جھوٹ نہیں بولتے اور جھوٹ بول کر اپنے پہلے جھوٹ پر پردہ نہیں ڈالتے لیکن پہلے جھوٹ بولا ہوا ہوتا ہے۔ اب یہ ایک مثال ہے جس سے آپ کو جھٹ معلوم ہو جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں جھوٹ بولا تو جاتا ہے لیکن دوسروں سے بہرحال بہتر ہیں۔ بعض جگہیں مغرب کی ہوتی ہیں کہ وہاں جھوٹ نہیں بولنا اور یہ بھی ہمارے ملک میں رائج ایک ایسا لغو محاورہ ہے کہ جب آپ کسی سے پوچھیں کہ سچ اول رہے ہو تو کہتے ہیں

## "جی ہاں نواب کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا"

بھئی جھوٹ تو خدا کے سامنے بولا جاتا ہے یا نہیں بولا جاتا۔ بندوں کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ اگر جھوٹ بولو گے تو جہاں بھی بولو گے خدا کے سامنے بولو گے۔ نہیں بولو گے تو جہاں نہیں بولو گے خدا کی خاطر نہیں بولو گے۔ مگر چونکہ یہ رواج ہے اس لئے کچھ تھوڑا بہت حیاء اور شرم تو بہرحال موجود ہے۔ بعض لوگوں کے سامنے آکر پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سچی بات کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ وہاں کبھی سچی بات نہیں کر رہے ہوتے صرف محاورۃً کہتے ہیں اور کیونکہ ہمارے ملک میں اکثر یہ رواج ہے کیونکہ مجھے اس لئے علم ہے کہ اکثر لوگ وہاں اپنے جھوٹ کو پکا کرنے کے لئے اور سچ بنا کر دکھانے کے لئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جی! آپ کے سامنے ہم جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اس لئے یقین کریں کہ جو جھوٹ بول رہے ہیں، وہ سچ ہے۔

جھوٹ اتنی گہرائی کے ساتھ ہمارے معاشرے میں داخل ہو چکا ہے، راسخ ہو چکا ہے، گہری جڑیں پکڑ چکا ہے کہ ایک دو دفعہ ہلانے سے جھوٹ کا یہ پودا اکھیڑا نہیں جائے گا۔ بار بار مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح آپ اکثر زمیندار ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب کھیتوں میں غیر پودے داخل ہو جائیں اور گہری جڑیں پکڑ جائیں تو ایک یا دو مرتبہ کی نلائی ان کو اکھیڑنے کے لئے کافی نہیں ہوا کرتی۔ آپ ایک دفعہ محنت کرتے ہیں، نلائی کرتے ہیں، پھر دوسری دفعہ کرتے ہیں پھر تیسری دفعہ کرتے ہیں اور بظاہر کھیت خالی ہو جاتا ہے لیکن جڑیں موجود ہوتی ہیں، اس لئے چوتھی دفعہ پھر ضرورت پیش آجاتی ہے۔ بعض دفعہ چھ چھ مہینے، سال سال محنت کرنی پڑتی ہے اور اگر ماحول میں وہ جڑی بوٹیاں موجود رہیں تو ایک زمیندار خواہ کتنا ہی محنتی کیوں نہ ہو کتنی احتیاط کے ساتھ کبھی اپنے کھیت کو ان غلط بوٹیوں سے پاک کرنے والا نہ ہو پھر بھی بار بار ماحول سے اڑ کر اس کے کھیتوں میں یہ غلط جڑی بوٹیاں جڑ پکڑتی رہتی ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے احمدیوں کا بھی یہی حال ہے۔ سالہا سال سے جماعت احمدیہ کے مختلف ادارے، جماعت احمدیہ کی مختلف تنظیمیں کوشش کرتی ہیں اور کرتی چلی جا رہی ہیں لیکن ماحول کیونکہ بہت گندا اور بیہودہ ہو چکا ہے اس لئے ہر طرف سے جھوٹ داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں آنے والے احمدیوں کو وہاں کے مقابل پر ایک فائدہ اور ایک فوقیت حاصل ہے یہاں اگر وہ دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جھوٹ کے پودے کو تلف کرنے کی کوشش کریں گے تو چونکہ باہر کے معاشروں میں یعنی مغربی دنیا کے معاشرے میں جھوٹ کی عادت نہیں ہے۔ بہت اونچے مقامات پر بڑے مقاصد کے لئے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ روزمرہ کی شہری زندگی میں جھوٹ ایک شاذ و نادر سی چیز ہے۔

## پکے ہوئے مجرم جھوٹ بول دیتے ہیں

لیکن عام سوسائٹی جھوٹ نہیں بولتی۔ وہ واقف ہی نہیں کہ جھوٹ بھی بولا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں اگر ایک دفعہ آپ کی صفائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات کی بھاری توقع رکھی جا سکتی ہے کہ لمبے عرصہ تک، آئندہ آنے والی نسلوں تک بھی آپ لوگ جھوٹ سے پاک رہیں گے۔ اس لئے یہاں آکر پناہ لینی ہے تو خدا کی پناہ لیں اور شیطان سے پناہ لیں۔ ہجرت کرنی ہے تو وہ ہجرت کریں جو اللہ اور رسول کی طرف ہجرت ہوا کرتی ہے اور اس ہجرت میں سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ جھوٹ کی سرزمین سے ہجرت کر کے سچائی کی زمین میں داخل ہو جائیں اور سچائی کی پناہ میں آجائیں۔ یہ کام بہت مشکل اور محنت طلب ہے اور اس میں یہ کہنا کہ فلاں جماعت کا عہدیدار ہے، فلاں اس حیثیت کا آدمی ہے، فلاں چندہ دیتا ہے، فلاں نمازیں پڑھتا ہے اس لئے جھوٹ نہیں بولتا ہوگا یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ بعض برائیاں نیکیوں کے ساتھ بھی چمٹی رہتی ہیں اور اگر توجہ نہ کی جائے تو رفتہ رفتہ نیکیوں کو کھاتی ہیں۔ اسی طرح بعض نیکیاں برائیوں کو رفتہ رفتہ زائل کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور یہ زندگی کی مستقل جدوجہد ہے۔ اس لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ چونکہ فلاں شخص میں فلاں نیکی ہے اس لئے وہ جھوٹ سے پاک اور بیزار ہے اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ چونکہ فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے اس لئے وہ نمازیں بھی ٹھیک نہیں پڑھتا۔ اس کا خدمت کرنا بھی بے معنی اور لغو ہے۔ اس کا چندہ دینا بھی بے معنی اور لغو ہے۔ یہ دونوں انتہائیں ہیں جو غلط ہیں۔

## مومن کو تقویٰ کے ساتھ کام لینا چاہیئے

حقائق کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہیئے۔ وہ لوگ جو یہ طعنے دیتے ہیں کہ جی! فلاں شخص دیکھو۔ جی نمازیں بظاہر اتنے خشوع سے پڑھتا ہے۔ چندہ دیتا ہے لیکن ضرورت پڑنے پر جھوٹ بول گیا۔ یہ بھی محض ایک گھٹیا طعنہ آمیز کلام ہے۔ ہر شخص کے اپنے اپنے کام ہیں اور اپنے اپنے مقامات ہیں اور زندگی کو اس طرح نہیں

ایا جا سکتا کہ یا کلیتہً پاک ہو یا کلیتہً گنہگار ہو۔ دونوں آمیزشیں ہیں بدی کی اور نیکی کی اور پاکیزگی کی۔ یہ ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ مومن کا کام ہے کہ جدّ و جہد کرتا چلا جائے۔ اپنی بدیوں کو کم کرتا چلا جائے اور اپنی نیکیوں کو بڑھاتا چلا جائے۔ اس حقیقت پسندی کے ساتھ ہمیں اپنی اصلاح کے لئے آگے قدم بڑھانے ہیں اور اصلاح کی اس جستجو میں سب سے پہلے سچ کی جستجو ضروری ہے۔ اگر بُرائیاں ہٹانی ہیں اور رفتہ رفتہ ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہونا ہے تو سب سے پہلا قدم جھوٹ سے پاک ہونے کا قدم ہے۔

اس دفعہ جو لوگ باہر سے تشریف لائے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے علم ہے کہ جرمنی آگئے ہیں اور انگلستان میں اپنے پیچھے اس طرح جھوٹ کی ایک لکیر چھوڑ آئے ہیں جس طرح سانپ چلتا ہے تو اپنے پیچھے رستے پر ایک لکیر چھوڑ جاتا ہے۔ ان لوگوں کے نام ظاہر کرنا یہ تو ناجائز اور نامناسب ہے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے ہیں؟ لیکن بعض کے جانے کے بعد اُن کے بعض جھوٹ میرے علم میں آئے اور مجھے اس کی تکلیف پہنچی۔ اس لئے میں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا کہ جرمنی کی جماعت میں جو خطبہ دوں گا اس میں سب سے زیادہ اہم نصیحت جھوٹ سے پرہیز کی نصیحت ہو گی۔

جھوٹ سے متعلق قرآن کریم نے مختلف مواقع پر جو بڑی شدّت کے ساتھ اس سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اس میں سب سے زیادہ زور اس رنگ میں دیا گیا کہ

## جھوٹ کو شرک کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔

جھوٹ اور شرک کو آپس میں اسی طرح جوڑ کر بیان کیا گویا وہ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ پس یاد رکھیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کی نفسیات ایک مشرک کی نفسیات کے مشابہ ہیں۔ دونوں کی بنیادیں ایک جیسی ہیں۔ آگے جا کر کچھ رستے بدل جاتے ہیں اور بظاہر اختلافات نظر آتے ہیں، وہاں مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں لیکن حقیقت میں جھوٹ اور شرک دراصل ایک ہی جڑ کے دو درخت ہیں اور خصوصیت کے ساتھ شرکِ خفی تو خالصةً جھوٹ پر پلتا ہے۔ اور جھوٹ شرک پر پلتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ آپ نظارہ میں ایک خرگوش کا تصور باندھیں جو گھاس کے ایک چھوٹے سے میدان میں اپنی جگہ سے باہر نکلتا ہے اور اس کے ارد گرد جھاڑیاں ہوتی ہیں جب وہ کسی خطرے کو محسوس کرتا ہے، کسی کُتّے کی آواز سنتا ہے یا شکاری پرندے کا سایہ پڑتا دیکھتا ہے تو ایک دو چھلانگیں لگا کر کسی جھاڑی میں چھپ جاتا ہے، اس کے چاروں طرف جھاڑیاں ہوتی ہیں، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ یہاں مجھے پناہ ملے گی اور جب تک پناہ کا یقین نہ ہو وہ اس کھلے میدان میں جرأت کے ساتھ آ کر گھاس چر نہیں سکتا۔ یہی حال جھوٹے کا ہے اور وہ جھاڑیاں جو ارد گرد جھوٹ کی جھاڑیاں ہوتی ہیں وہ اُس کی پناہ گاہ بنتی ہیں اور گھاس کے میدان کی مثال اس کی بدیوں کی مثال ہے۔ ایک جھوٹا شخص جب برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے یہی خطرہ ہوتا ہے کہ وہ پکڑا نہ جائے کیونکہ سزا ہوتی ہے۔ لیکن ہر برائی کے وقت اُس کا سہارا جھوٹ ہوتا ہے۔ اور اس کی نیت میں یہ سہارا داخل ہوتا ہے۔ اگر وہ بُرائی کے وقت اپنی نیت کا تجزیہ کرے اور یہ سوچے کہ اگر میں پکڑا جاؤں گا تو میں کیا کروں گا۔ اس وقت دراصل اس کی نیت کی حقیقت اس پر واضح ہو سکتی ہے۔ لازماً بھاری اکثریت اپنے نفس کو یہ جواب دے گی کہ میں یہ بہانہ بناؤں گا اور وہ بہانہ بناؤں گا۔ یہ جھوٹ بولوں گا یا وہ جھوٹ بولوں گا۔ جو نسبتاً بیوقوف لوگ ہیں وہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور جو نسبتاً چالاک لوگ ہیں وہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور دونوں جھوٹ کے سہارے لیتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ بیوقوف کو سچا بہانہ بنانا نہیں آتا اور چالاک آدمی نسبتاً زیادہ بہتر بہانے بنا لیتا ہے۔ لیکن دن بدن جتنی بھی جھاڑیاں اُن کی پناہ گاہیں ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ اگر اُن کے سامنے یہ سوال درپیش ہو کہ اگر میں پکڑا جاؤں گا تو میں کیا کروں گا؟ اور جواب یہ ہو کہ میں سچ بولوں گا تو پھر وہ اُس گھاس کے میدان میں چھلانگ لگا کر بے فکر ہو کر وہ گھاس چرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ جھوٹ کی جھاڑیاں اُس سے دُور ہٹ جائیں گی اور ارد گرد اُسے کوئی اور جھاڑی دکھائی نہیں دے گی اور وہ محسوس کرے گا کہ گویا میں ننگا ہو گیا ہوں۔ اور اگر واقعۃً کوئی جرم اس سے سرزد ہو اور وہ پکڑا جائے تو پہلے نیت نہ بھی ہو تو بہت بڑا ابتلاء انسان کو پیش آتا ہے اور اس وقت وہ کہتا ہے اچھا پھر اس دفعہ میں جھوٹ بول لیتا ہوں تو جس شخص کی پناہ جھوٹ ہے اس کی ذات میں خدا کیسے داخل ہو سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے تو ہمیں یہ سکھایا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ میں شیطان رجیم سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں اور شیطان رجیم جھوٹ ہے۔ جھوٹ کی ایک مجسم شکل کا نام شیطان ہے تو ایک طرف تو خدا نے اُسے یہ سکھایا ہو کہ قدم قدم پر یہ دعائیں مانگو کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ دوسری طرف ہر قدم پر وہ جانتا ہو کہ خدا کی پناہ اُس کے کام نہیں آئے گی۔ اس کا دل گواہی دیتا ہو کہ یہ فرضی پناہ ہے۔ اصل پناہ شیطان کی پناہ ہے۔ ہر طرف سے وہ جھولی کھول کر مجھے اپنی جھولی میں پناہ دینے کے لئے تیار بیٹھا ہے اور کہتا ہے آ چلو! جس طرح ماں بچے کو اُٹھانے کے لئے اپنی جھولی پھیلا دیتی ہے اسی طرح وہ شیطان کی جھولی کو دیکھتا ہے اور اس میں چھلانگ لگا کر پناہ لینے کی نیت سے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور تیسری دُنیا ہو یا کوئی اور دُنیا جہاں بھی آپ جائیں گے وہاں آپ کو جھوٹ اور جرم کا یہی رشتہ دکھائی دے گا۔ اللہ والا بننے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ کی ان جھاڑیوں کو قلع قمع کیا جائے اور ہر قدم پر یہ فیصلے کئے جائیں کہ اگر مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو تو میں نے جھوٹ کی پناہ ہرگز نہیں لینی اور اُس فیصلہ کے بعد جُرم کی سزا قبول کرنے کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کر لیتا ہے۔ ایسی صورت میں بسا اوقات اللہ تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے اور ایسا شخص ابتلاء میں ڈالا ہی نہیں جاتا۔ اور اگر ڈالا جاتا ہے تو چونکہ خدا کی خاطر اور توحید کی خاطر وہ ایک سزا کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ اس کے اندر غیر معمولی پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے جب تک کہ ارد گرد جھوٹ کی جھاڑیاں ہیں آپ کو علم ہی کوئی نہیں کہ خدا کی پناہ میں آنے کا مطلب کیا ہوتا ہے اور جب تک آپ خدا کی پناہ گاہیں ڈھونڈیں گے نہیں، نہ آپ پناہ میں آ سکتے ہیں نہ آپ دُنیا کو پناہ میں لا سکتے ہیں۔ یہ گہرا مسلسل مضمون ہے۔

## جھوٹوں کو خدا کی پناہ نہیں ملا کرتی

اور جھوٹے دُنیا کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اور خاص طور پر یہ کہہ کر کہ ہم انہیں خدا کی پناہ کی طرف بلا رہے ہیں، وہ کیسے پناہ دے سکتے ہیں؟ یہ ناممکن ہے۔ پس اس بات کو معمولی نہ سمجھیں۔ اس پر غور کریں۔ خدا روز مرّہ کی زندگی میں نہیں داخل ہو گا جب تک آپ جھوٹ سے چھٹکارا حاصل نہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی پناہ کے نشان آپ نہیں دیکھ سکتے جب تک آپ جھوٹ کی پناہ گاہوں سے منہ موڑ نہ لیں۔ اور یہ نشان جھوٹ کی جگہ آپ کو پناہ دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی فرضی نشانات نہیں ہیں۔ یہ ایسے نشانات ہیں جو روز مرّہ مومن کی اور سچے مومن کی زندگی میں اُس کے سامنے ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اُس کی ساری زندگی خدا کے سہاروں پر چلتی ہے۔ خدا کے سہاروں پر ہی اُس کا زندگی کا سفر ہوتا ہے۔ اور خدا کی پناہ گاہوں کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ وہ تجربہ ہے جو سچے کو نصیب ہوتا ہے اور

اس تجربے کے بغیر مؤمن کی زندگی کا تصور بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس لئے

## میں آپ کو پھر تاکید سے کہتا ہوں

کہ جھوٹ سے استغفار کریں اور جھوٹ سے توبہ کریں ورنہ آپ کا خدا سے سچا تعلق قائم نہیں ہوگا۔ باقی سب باتیں فرضی ہیں۔

جھوٹ سے توبہ کرنا ایک قدم کی توبہ نہیں ہے، بہت سے قدم اُٹھانے پڑیں گے کیونکہ جب آپ جھوٹ سے توبہ شروع کریں گے تو ایک جھاڑی کے بعد آپ کو دوسری جھاڑی دکھائی دینے لگے گی۔ ایک جڑ اکھیڑیں گے تو ایک اور جڑ دکھائی دینے لگے گی۔ پس آپ میں اکثر چونکہ زمیندار لوگ ہیں، آپ اس بات کا ذاتی تجربہ رکھتے ہوں گے کہ کھیتوں کی صفائی کے وقت جب انسان پہلی صفائی کرتا ہے تو ظاہر ہونے والی، نظر آنے والی جھاڑیوں کے بعد پھر اُن کے پیچھے چھپی ہوئی دوسری جھاڑیاں اور جڑی بوٹیاں بھی دکھائی دینے لگتی ہیں، ان کی صفائی کرتے ہیں تو پھر کچھ جڑیں سر نکال دیتی ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ ابھی اور کچھ صفائی ہونے والی ہے۔

صفائیوں کا سلسلہ تو ایک لمبا سلسلہ ہے۔ ایک چھلانگ میں یہ ساری منازل طے نہیں ہو سکتیں لیکن ایک چھلانگ تو لازماً لگانی ہوگی، اس کے بغیر اگلی چھلانگ کی توفیق نہیں مل سکتی۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اس رستہ پر قدم بڑھانا چاہتا ہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے نمونے کی ایک بد عادت چن لے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرے۔ بہت سے اور بھی ایسے محرکات ہیں جو سوسائٹی میں جھوٹ کی مدد کرتے ہیں۔ جہاں تک عمومی معاشرے کا تعلق ہے اُن سے بھی ہمیں پرہیز کی ضرورت ہے تاکہ ماحول بھی ایسا بنے جو سچوں کے لئے سازگار ہو جائے۔

ان بدخصلتوں اور بدعادات میں سے ہمارے ملک میں

## ایک عادت بیٹھ کر گپیں مارنا ہے

اور یہ وہ عادت ہے جو آگے پھر جھوٹ کو پیدا کرنے میں بہت ممد بنتی ہے۔ دوست بیٹھتے ہیں اور پتہ نہیں کہاں سے اُن کو اتنا وقت مل جاتا ہے کہ مجلسیں لگا کر گپیں مارتے رہیں اور جس کو وہ گپ کہتے ہیں اُس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ نہیں ہے اور چونکہ مشغلہ کی باتیں ہوتی ہیں بعض ایسی زمینیں ہوتی ہیں جن کو NO MAN LAND'S کہا جا سکتا ہے۔ وہ دراصل نہ جھوٹ کی زمین ہوتی ہے نہ سچ کی زمین ہوتی ہے۔ جتنے لطائف ہیں یا جتنی کہانیاں ہیں، مجالس کی گپ شپ ہے یہ اسی زمین سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان کا ذکر مشتبہات کے طور پر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو! بادشاہوں کی رکھیں ہوا کرتی ہیں جن کی وہ حفاظت کرتا ہے اور اگر اُن رکھوں میں کوئی غیر چلا جائے تو اس کی سزا پاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی حدود ہیں وہ ان رکھوں کا مقام رکھتی ہیں جن سے تجاوز کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا موجب بنتا ہے۔ فرمایا:

## اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ

کہ یہ جو خدائی رکھیں ہیں یہ ہمارے لئے حرام ہیں، جو بڑی بڑی کھلی اور واضح رکھیں ہیں ان کی سرحدیں پتہ لگ جاتی ہیں کہ کہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ وَالْحَلَالُ بَیِّنٌ اور اسی طرح وہ باتیں جن کی خدا نے کھلم کھلا اجازت دے رکھی ہے۔ خاص طور پر ہمیں معلوم ہیں اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ ان دو کے درمیان کچھ ایسی زمینیں ہیں جنہیں مشتبہات کہا جاتا ہے۔ یعنی جیسے آج کل کی فوجی اصطلاح میں NO MAN'S LAND کہہ سکتے ہیں یا دو ملکوں کے بارڈرز کے درمیان جو چھوٹا سا علاقہ، چھوٹی سی سڑک ہوتی ہے جس پر نہ ایک قبضہ کرتا ہے نہ دوسرا قبضہ کرتا ہے آپس میں سمجھوتے کے نتیجے میں، وہ بھی NO MAN'S LAND ہے۔ فرمایا: بعض چرواہے اپنی بھیڑوں کو NO MAN'S LAND میں چراتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خطرہ نہیں لیکن بھیڑوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر طرف منہ مارتی ہیں اس لئے ہرگز بعید نہیں کہ وہ بھیڑیں بادشاہ کی رکھ میں بھی داخل ہو جائیں اس لئے اپنے اعمال کی نگرانی رکھو۔ جہاں تم سمجھتے ہو کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں واضح طور پر حرام بات نہیں ہے اس لئے کرنے میں حرج نہیں وہاں خطرہ ضرور پیش آتا ہے کیونکہ انسانی فطرت بھیڑوں کی طرح ہر جگہ منہ مارنے کی عادی ہوتی ہے اور جس طرح بھیڑوں کو عقل نہیں ہوتی کہ کہاں منہ مارنا ہے اسی طرح انسان جرموں کے ارتکاب میں بھیڑوں کا سا مرتبہ رکھتا ہے اور رفتہ رفتہ عام گھاس کے میدان سے ہٹ کر ہری بھری وہ گھاس نظر آئے جو بادشاہ کی رکھ میں خاص طور پر پالی جاتی ہے تو دل میں حرص پیدا ہو جاتی ہے، لالچ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہاں منہ مارنے سے انسان اپنے آپ کو روک نہیں سکتا۔ اسی طرح گپیوں کا حال ہے۔ یہ گپیں بھی در حقیقت NO MAN'S LAND ہیں جو پھر بالآخر جھوٹ میں داخل ہو جاتی ہیں اور گپ کی وجہ سے جھوٹ کی شرم اُٹھتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے گپ شپ کی مجالس میں بھی اگر آپ احتیاط نہیں کریں گے اور بار بار اپنے آپ کو غلط بیانی سے اور مبالغہ آمیزی سے روکیں گے نہیں تو لازم ہے کہ آپ چلتے چلتے پھر جھوٹ میں بھی داخل ہو جائیں گے اور اس طرح ایسے ابتدائی صورت میں جھوٹ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری عادت جو ہمارے ملکوں میں ہے وہ

## غیر ذمہ داری کی بات کرنا ہے

اُس کے نتیجہ میں بھی انسان بالآخر جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے یا بعض دفعہ شرم محسوس کر کے مجبوراً اپنے آپ کو ایک قابلِ شرم بات سے بچانے کے لئے جھوٹ کی پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ایک جھوٹ سے پھر دوسرا جھوٹ، دوسرے جھوٹ سے تیسرا جھوٹ شروع ہو جاتا ہے۔ غیر ذمہ داری کی مثال یہ ہے کہ آپ نے کسی سے پوچھا فلاں بات ہوگئی ہے؟ تو اُس نے جھوٹ نہیں بولا، اندازہ لگایا کہ ہو گئی ہے۔ اور کہہ دیا کہ جی! ہو گئی ہے۔ آپ جب جستجو کرتے ہیں تو وہ بات نہیں ہوئی ہوتی تو یہاں وہ پھنس جاتا ہے۔ پھر یہ بتانے کے لئے کہ اُس نے سچ بولا تھا، بجائے سچ بولنے کے اور یہ کہنے کے کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی، میں نے اندازہ لگایا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھ سے یہ بات کہی تھی اور اس کا یہ مطلب نکلتا تھا۔ چنانچہ میں نے سچ بولا ہے، فلاں شخص نے جھوٹ بولا تھا اور اس طرح ایک سے دوسری، دوسری سے تیسری بات نکلتی چلی جاتی ہے۔ مجھے بارہا تجربہ ہوا ہے کہ ایسے لوگ جو غیر ذمہ دارانہ باتیں کرتے ہیں وہ بالآخر جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بات کو ذمہ داری سے کرنا چاہیئے۔ جتنی بات معلوم ہے اُتنی کرنی چاہیئے۔ جو معلوم نہیں اس کے متعلق اقرار کرنا چاہیئے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ تو عمومی معاشرے کی باتیں ہیں جن میں انسان کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ پھر لطیفہ گوئی کی خاطر جیسا کہ گپ شپ کی مجالس میں ہوتا ہے، چونکہ لطیفہ فرضی بات ہے۔ ہنسانے کی خاطر کی جاتی ہے۔ اس لئے بعض بچے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعات کی دنیا میں بھی ہنسانے کے لئے، اگر جھوٹ بولا جائے تو وہ لطیفہ ہوگا اور اس بد احتیاطی کی وجہ سے بعض اوقات بہت سے خاندانوں میں جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ ایک بچے نے آکے گپ مار دی اور لوگوں میں ہیجان پیدا کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد کہا کہ نہیں نہیں۔ اصل بات تو یوں تھی اور وہاں لطف اُٹھایا اور سارے لوگ ہنس پڑے کہ اس نے خوب شرارت کی تھی۔ اس کا نام شرارت رکھ دیتے ہیں۔ کسی شخص پر ہنسانے کے لئے اتنی گندی جھوٹی بات بیان کر دی جو اس غریب نے نہ کی ہو، لوگ اس پر ہنس پڑتے ہیں اور وہ ہر جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تکبر کے اور اپنے بھائی کو حقیر دیکھنے کے، دوسرے جھوٹ بولنے کے یا جھوٹ کی حمایت کرنے کے مرتکب بن جاتے ہیں۔ تو ہمارے معاشرے میں یہ چھوٹے چھوٹے سے ایسے رجحانات ہیں

جو جھوٹ کے مددگار ہوتے ہیں اور جھوٹ کو پالنے میں ان کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ پس تمام سوسائٹی کی عادات پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے جس سے جھوٹ نہ پنپے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص نگران ہو۔ آپ سب کسی نہ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں خواہ وہ گھر کی ہو یا باہر کی ہو وہاں جب اس قسم کی باتیں ہوں جن کے متعلق جیسا کہ میں نے مثالیں دی ہیں۔ جن کے متعلق خطرہ ہے کہ وہ جھوٹ کی انفرا انگیش کریں گی تو آپ لوگوں کو کہنا چاہیئے کہ جی ! یہ درست طریق نہیں ہے۔ اور ایسا شخص جو جھوٹ کا سہارا لیکر مجلس میں ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا ہے، زیادہ باتونی بنتا ہے، زیادہ ھنساتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو ہیرو بنایا جائے اس کو DISCOURAGE کرنا چاہیئے، اسکی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔ اگر ایسے شخص کی باتوں پر اہل مجلس ھنسنا بند کردیں اور کہیں بڑی لغوبات کی ہے۔ بیوقوفوں والی بات ہے۔ جھوٹ بول کے تم ہمیں کیا خوش کرنا چاہتے ہو تو ایسے شخص کی بھی حوصلہ شکنی نہیں ہوگی بلکہ سوسائٹی سے جھوٹ کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

## بہرحال نگرانی کی ضرورت ہے

اور ہر پہلو سے ہر جہت سے نگرانی کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کو سب سے پہلے تو مستعد ہو جانا چاہیئے اور وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں اور پھر جماعت سے تصدیقیں چاہتے ہیں تاکہ ان کو دنیا کے فوائد پہنچیں، ان کو یہ کھول کر بتا دینا چاہیئے کہ اگر ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تو ہماری طرف سے تمہیں کسی قسم کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دیا جائے گا۔ احمدی ہو یا نہیں ہو۔ یہ الگ بحث ہے لیکن ہم جھوٹوں کے مددگار نہیں ہیں۔ اور یہ اعلان کھول کر سب تک پہنچا دینا چاہیئے۔ جب تک یہ وضاحت نہیں ہوئی اس وقت تک جو غلطیاں ہوئی ہیں ان سے اگر صرف نظر کر لیا جائے تو اس خیال سے کہ ایک گندی عادت میں مبتلا لوگ آ گئے ہیں انہوں نے ٹھوکر کھائی۔ ان کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلنا چاہیئے۔ اس پہلو سے اگر نظر انداز کر دیا جائے تو ایسا مضائقہ نہیں ہے لیکن توبہ کی طرف مائل کرنے کے بعد اس بات کا اقرار لے کر کہ آئندہ آپ کسی دینی، دنیاوی منفعت کی خاطر جھوٹ نہیں بولیں گے اور اگر بولیں گے تو پھر ہم سے کسی فیض کی توقع نہ رکھیں۔ اس صرف نظر کا یہ مقصد نہیں کہ انہوں نے جو جھوٹ بولا ہے جماعت اس کی تصدیق کرے۔

## جماعت نے ہرگز کسی جھوٹ کی تصدیق نہیں کرنی۔

اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ جماعتی پہلو سے اس کو سزا نہ دی جائے، اگر پہلے کوئی غلطی ہو گئی ہے اور آئندہ کے لئے کوئی انسان توبہ کرتا ہے لیکن آئندہ کے لئے سختی سے ایسے لوگوں کا محاسبہ ہونا چاہیئے۔ دوسرا دوستوں کی مجالس کو بھی نگران ہونا چاہیئے اور یہ بات اپنے دوستوں میں عادتاً کہنی چاہیئے یعنی ایسے ”ستقلاً“ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں عادت کے طور پر داخل کر لینا چاہیئے کہ

## جھوٹ کے خلاف باتیں کریں۔

جھوٹ کے بد اثرات کے متعلق باتیں کریں یہ بتائیں کہ کس طرح سوسائٹیاں تباہ ہوئی ہیں۔ کس طرح ہمارا ملک پاکستان یا ہندوستان یا دوسرے ممالک جھوٹ کی وجہ سے موت کے کنارے تک پہنچے ہوئے ہیں۔ تمام اخلاقی قدریں تباہ ہو گئی ہیں۔ کسی پہلو سے سوسائٹی میں امن نہیں رہا۔ اگر جھوٹ نہ ہو تو رشوت پنپ ہی نہیں سکتی۔ اگر جھوٹ نہ ہو تو جرائم کے ارتکاب پر کسی قسم کی چھوٹ مل ہی

نہیں سکتی جیسا کہ ہمارے ملک میں موجود ہے۔

جھوٹ نہ ہو تو لازماً انصاف حاصل ہوتا ہے۔ یہ جو ناانصافیاں اور ظلم جتنے بھی چل رہے ہیں غریبوں کی جائیدادوں پر قبضے، چوری ڈاکے، تمام کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ پس مجالس میں کھول کر ایسی باتیں کرنی چاہئیں اور سمجھانا چاہیئے کہ ہمیں ان عادتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

## جھوٹ کے معاملے میں گھروں میں بھی جہاد ہونا چاہیئے۔

وہ مائیں یا والدین جو خدا تعالے کے فضل کے ساتھ پاک طبیعت رکھتے ہیں ان کو اپنے بچوں پر نظر رکھنی چاہیئے اور اس معاملے میں پوری سختی کرنی چاہیئے یعنی سختی سے مراد یہ نہیں کہ ان کو بید مارے جائیں۔ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ جھوٹ بولتا ہے تو اس سلسلے میں اپنی ناراضگی کا کھلا کھلا اظہار کرنا چاہیئے تاکہ بچے کو محسوس ہو کہ اس کی اس حرکت سے والدین کو سخت تکلیف پہنچی ہے اور اس نے اُن سے حاصل ہونے والا پیار کھو دیا ہے۔ کئی طریق ہیں جن کے ذریعے بچے کو بڑی سختی کے ساتھ پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اس ماحول میں پلنے والے بہت سے بچے ایسے ہوں گے جو اپنے والدین یا بہن بھائیوں سے زیادہ سچ بولنے والے ہوں گے کیونکہ میں نے یہ بھی جائزہ لے کر دیکھا ہے کہ انگلستان میں بھی اور یہاں بھی جو بچے شروع میں یہاں آ گئے اور یہاں کے ماحول میں پلے بڑھے ہیں، ان میں خدا تعالے کے فضل کے ساتھ سچ بولنے کا رجحان اپنی بڑی نسلوں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں بچوں کو بھی نگران بناتا ہوں کہ وہ اپنے والدین اور بڑوں بزرگوں کے نگران بنیں۔ اور جب اُن سے کوئی ایسی بیہودہ حرکت سرزد ہوتی دیکھیں جس سے پتہ لگے کہ وہ جھوٹ کی طرف مائل ہیں یا کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں تو بچوں کو ان کو سمجھانا چاہیئے۔

## یہ خیال دل سے نکال دیں کہ بچے اگر بڑوں کو سمجھائیں تو یہ بے ادبی ہوگی

کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بزرگوں کو سمجھایا اور دو ٹوک باتیں کر کے سمجھایا بلکہ ہر نبی اپنے وقت کے بزرگوں کو سمجھاتا رہا۔ بچپن سے ہی وہ یہ اسلوب رکھتا ہے کہ وہ بڑوں کو بھی سمجھاتا ہے، چھوٹوں کو بھی سمجھاتا ہے۔ سمجھانے کے معاملے میں عمر کا تفاوت کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پس بعض دفعہ تو بچے کا سمجھانا زیادہ طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کے ہاں ہماری جماعت میں جتنے بچے ہیں اُن کو بھی اس جہاد کا علم اپنے ہاتھوں میں تھام لینا چاہیئے اور اپنے گھر میں اپنے بڑوں کو جب وہ جھوٹ بولتا دیکھیں تو اُن کو ٹوکیں، ان کو کہیں کہ یہ بہت بُری بات ہے۔ اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ ایک قسم کی قومی خودکشی ہے۔ تم جھوٹ بول کر نہ خدا کے رہو گے نہ دنیا کے رہو گے۔ ایسی سادہ باتیں کہہ کر اگر بچہ بھی اپنے والدین یا بڑوں کو جھوٹ سے پاک رہنے کی ہدایت کرتا ہے تو اس کا بعض دفعہ بہت زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے بلکہ بچے کی بات بعض دفعہ بڑے سے بھی زیادہ دل کو کاٹتی ہے اور شرمندہ کرتی ہے۔

## پس ہماری ساری جماعت کو جھوٹ کے خلاف علم جہاد بلند کرنا چاہیئے

کیونکہ جماعت احمدیہ کی بقاء کے لئے سچ پر قائم ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں توحید کے قیام کے لئے سچ کا علم بلند کرنا ضروری ہے۔ ہمیں تو سچائی کے معاملے میں ساری دنیا کا راہنما بننا ہے۔ ایسے اعلیٰ اور پاک نمونے ان کے سامنے پیش کرنے ہیں کہ دنیا ہم سے سچ سیکھے اور سچ کی باریک راہیں اختیار کرنا سیکھے۔ ہر مقام پہ سچ ہماری پناہ گاہ بنے

اور کبھی بھی ہم جھوٹ کی شیطانی پناہ گاہوں کی طرف نہ دوڑیں۔ یہ توحید خالص ہے جو زندگی کا پیغام ہے اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو توحید کے بغیر آپ دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ دنیا کی کوئی قوم بھی دنیاوی مطالب کے لئے توحید کی حقیقت کو پائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور سچائی پر قائم ہوئے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے یہاں کی وہ مغربی قومیں جو دنیا میں ترقی کر رہی ہیں یہ نسبتاً ایک دائرے میں سچی ہیں اور سچائی ہی کی برکت ہے جس کو میں توحید بھی کہتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک سچ اور توحید ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی انہوں نے پایا ہے یہ بھی توحید ہی کی برکت سے پایا ہے۔ اگر اپنی زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی یہ توحید کو اختیار کریں تو دنیا کے لحاظ سے بھی عظیم الشان ترقی اختیار کریں اور دین کے لحاظ سے بھی عظیم الشان ترقی اختیار کریں۔ اس کام کے لئے خدا نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔ اس لئے آپ پر دوہرا فرض ہے کہ آپ سچائی میں نہ صرف ان قوموں کے ہم پلہ ہوں بلکہ ان سے آگے نکلیں اور سچائی کی باریک راہیں بھی ان کو دکھائیں اور تقویٰ کے اعلیٰ مقامات کی طرف بھی ان کو بلائیں۔ یہ بلند اخلاقی مراتب سچائی کے سوا ممکن نہیں ہیں۔ اس لئے ہر جگہ، ہر ماحول میں، ہر مجلس میں جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور سچائی کا مقام نہ چھوڑیں اور یہ نسخہ آزما کے دیکھیں کہ جب سارے سہارے آپ خود بالارادہ توڑ دیتے ہیں، اس لئے کہ یہ شیطانی سہارے ہیں تو اس وقت خدا ضرور آپ کا سہارا بنے گا اور جب خدا سہارا بنتا ہے تو وہ حیرت انگیز طور پر ظاہر ہوتا ہے اور انسان کا دل حیرت انگیز طور پر خدا کے وجود کے یقین سے بھر جاتا ہے۔ یہ کوئی موروثی یقین نہیں ہوتا بلکہ خود کمایا ہوا یقین ہوتا ہے۔

جرمنی سے ہی بعض نوجوانوں نے مجھے کئی دفعہ ایسے خط لکھے ہیں جن سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل سے یہاں بھی سچ پر قائم لوگ، خدا کے مجاہد بڑے سے موجود ہیں جو ابتلاؤں کے وقت سچ بولتے ہیں، جو خطروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچ بولتے ہیں۔ جب اُن کے سامنے دو فیصلے ہوتے ہیں کہ یا جھوٹ کی پناہ لینی ہے یا سچ بول کر سزا پانی ہے یا اس ملک سے واپس چلے جانا ہے۔ اس قسم کے بعض فیصلے جب ان کو درپیش ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے وہ سچ بولتے ہیں اور پھر وہ حیران ہو جاتے ہیں کہ جن خطرناک نتائج کو قبول کرنے کے ارادے سے انہوں نے سچ بولا تھا وہ خطرناک نتائج اس طرح ٹل جاتے ہیں جیسے ان کا وجود ہی کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ غیب سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ پس سچ بولنا ہے خواہ خدا لازماً حفاظت فرمائے یا نہ فرمائے، اس کا نام توحید ہے۔ یہ کوئی شرط یا سودا بازی نہیں ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سچ کی پناہ گاہیں یقیناً سچی ہیں اور انسان سچ کی پناہ لینے کے نتیجہ میں اکثر صورتوں میں امن میں آجاتا ہے اور جھوٹ کی پناہ گاہیں یقیناً جھوٹی ہیں اور اگر جھوٹ کی پناہ عارضی ہوتی ہے اور سرسری ہوتی ہے اور فی الحقیقت جھوٹ آپ کو کسی خطرے سے بچا نہیں سکتا کیونکہ جھوٹ کی پناہ بھی جھوٹ ہوا کرتی ہے۔ پس اگر عقلِ سلیم اختیار کرنی ہے، گہرے طور پر حالات کا جائزہ لینا ہے تو اس کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں۔ خدا کی خاطر کریں یا بالآخر اپنی خاطر کریں، بچنا ہے تو سچ کی پناہ گاہوں میں بچ سکتے ہیں۔ اگر ہلاک ہونا ہے تو پھر جھوٹ کی پناہ گاہیں آپ کے لئے کھلی پڑی ہیں۔ بے شک انہیں اختیار کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پوری گہرائی کے ساتھ اور باریک نظر کے ساتھ سچائی پر قائم ہو جائیں اور بڑے سے بڑے ابتلاء میں بھی کسی جھوٹ یا خدا کی پناہ میں نہ آئیں اور یہ فیصلہ کریں کہ توحید کے راستے میں مرنا بہتر ہے، بہ نسبت جھوٹ کے سایہ کی زندگی کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

# منظوری انتخاب جماعت احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری درج ذیل تفصیل کے ساتھ دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ سب کو بہتر رنگ میں مقبول خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔

**ناظر اعلیٰ قادیان**

## جماعت احمدیہ سورو

(مشروط ۳۱/۸/۹۱ تک)

صدر۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم سید غلام مہدی صاحب ناصر۔
نائب صدر۔ امور عامہ۔ مکرم شیخ اسحاق احمد صاحب۔
سیکرٹری مال و تحریکات۔ مکرم شیخ عبد العظیم صاحب۔
سیکرٹری تبلیغ و ضیافت۔ مکرم شیر علی خاں صاحب۔

## جماعت احمدیہ چار کوٹ

صدر۔ مکرم محمد شفیع صاحب
نائب صدر۔ " شریف احمد "
سیکرٹری مال۔ " رفیق احمد " ڈار
شریف احمد صاحب
سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم محمد حسین صاحب
" تبلیغ۔ " ماسٹر بالو حسین "
" تعلیم و تربیت۔ " داؤد احمد "
" تحریک جدید۔ " ماسٹر محمد عبد اللہ "
" وقف جدید۔ " منظور احمد "
ولد محمد شفیع صاحب
سیکرٹری وصایا۔ مکرم محمد الدین "
" ضیافت۔ " عبد الرحمٰن "

## جماعت احمدیہ پالگھاٹ

صدر۔ مکرم ایم اے محمد صاحب
سیکرٹری مال۔ " ایس کے محمد "
" تبلیغ " یو کبیر "

## جماعت احمدیہ ناصر آباد (کشمیر)

صدر۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب

نائب امین۔ مکرم محمد امین گوہر صاحب
سیکرٹری مال۔ " عبد العزیز صاحب پڈر
جنرل سیکرٹری۔ " غلام نبی صاحب نائنر
سیکرٹری امور عامہ۔ " غلام نبی " پڈر
محاسب۔ " نذیر احمد لون صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ " عبد المنان صاحب زاہد
" وقف جدید۔ ضیافت مکرم غلام احمد صاحب ڈار۔
سیکرٹری تعلیم۔ مکرم محمد اقبال صاحب ڈار
" تحریک جدید۔ " بشیر احمد صاحب شاکر
امین۔ " محمد یوسف " لون
سیکرٹری رشتہ ناطہ " علی محمد " بٹ
آڈیٹر۔ " داؤد احمد شداد صاحب
نائب سیکرٹری مال " نور احمد صاحب ڈار
سیکرٹری جائیداد " علی محمد " ڈار

## جماعت احمدیہ سرینگر

صدر۔ مکرم عبد السلام صاحب ٹاک
نائب صدر۔ " فضل احمد "
سیکرٹری مال " غلام رسول " بٹ
" تبلیغ و تربیت۔ امور عامہ
مکرم پروفیسر میر عبد الحمید صاحب
سیکرٹری تعلیم مکرم فضل اکرام "
آڈیٹر۔ " محمد اقبال "

## جماعت احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر

صدر۔ مکرم فقیر احمد شیخ صاحب
(مشروط ۳۰/۶/۹۱ تک)

**درخواست دعا** ● ۔ مکرم محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ کرڈا پلی اڑیسہ اپنی اور اپنے اہل و عیال اور جماعتی ترقی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں

## امتحان دینی نصاب برائے سال ۱۹۹۱ء

الف :۔ برائے مبلغین کرام :۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ تصنیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ب :۔ " معلمین " :۔ آسمانی فیصلہ :۔ تصنیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ج :۔ تفصیل نصاب برائے کارکنان درجہ اوّل و دوئم و سوئم :

الف :۔ بامحاورہ ترجمہ قرآن کریم تیرہواں پارہ نصف آخر۔ ب :۔ علم کلام :۔ احمدیت کا پیغام۔ تصنیف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
ج :۔ انٹرویو :۔ تلاوت قرآن مجید۔ نماز جنازہ کی دعا۔ نماز با ترجمہ۔ اذان کے بعد کی دعا مسجد میں داخل ہونے کی اور نکلنے کی دعا۔ دعائے قنوت صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے تین تین دلائل۔ خلفائے احمدیت کی طرف سے جاری فرمودہ تحریکات۔ اطلاع :۔ تمام مبلغین و معلمین اور تینوں درجوں کے کارکنان جو درجہ اوّل و دوئم و سوئم کا یہ امتحان ۱۶ احسان ۱۳۷۰ ہش مطابق ۱۶ جون ۱۹۹۱ء کو ہوگا

دفتر ناظر تبلیغ قادیان

قسط سوم آخری

# حضرت بانی جماعت احمدیہ کی وفات اور پیشگوئیوں پر

## اعتراضات کے جوابات

از مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ جماعت احمدیہ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (مرض الموت میں) ایک دن سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد جانے کے لئے اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ اپنا ایک ہاتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے مونڈھے پر رکھے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ ایک دوسرے شخص کے مونڈھے پر تھا۔ اور ضعف کی وجہ سے آپ کے پاؤں زمین پر خطوط کھینچتے رہے تھے؛

ان معترضین سے سوال ہے؟ کہ وہ اُن دشمنان اسلام کو کیا جواب دیں گے جنہوں نے زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات فالج کی وجہ سے ہوئی۔ (نعوذ باللہ) اور آپ کو وہ اس وجہ سے خدا کا نبی ماننے اور آپ کی صداقت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ الٹا ............ ؟ آپ کی وفات کے متعلق ایسی گندی اور ناقابل بیان فحش نویسی کی گئی ہے جسے ہم نقل بھی نہیں کر سکتے۔

دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ:

"عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی زریق یقال لہ لبید بن الاعصم حتی کان رسول اللہ یخیل الیہ انہ یفعل الشئ وما فعلہ حتی اذا کان ذات یوم ......"

(صحیح بخاری کتاب الطب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی زریق کے لبید بن اعصم یہودی کی طرف سے جادو کیا گیا۔ جس کا اثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہاں تک ہوا کہ آپ بعض اوقات یہ سمجھتے تھے کہ آپ نے فلاں کام کیا ہے۔ حالانکہ وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا ......"

ہم حضرت بانی جماعت احمدیہ پر اعتراض کرنے والوں سے پوچھتے ہیں جنہوں نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی زوجہ محترمہ کی ایک روایت (مندرج سیرۃ المہدی) کو پیش کرتے ہوئے آپ کو ہسٹیریا کا مریض قرار دیا کہ یہ معترضین زوجہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا روایت کے بعد اُن دشمنان اسلام کو کیا جواب دیں گے؟ جو بالکل وہی الزام سیدنا محمد المصطفیٰ ﷺ پر لگاتے ہیں جو معترضین نے حضرت بانی جماعت احمدیہ پر عائد کیا۔ اسی طرح سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مبارکہ ام المومنین۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ایک روایت پر معاندانہ الزام۔

"Von KREMER" اپنی کتاب "A CONTRIBUTION TO THE ISLAMIC CIVILISATION" کے صفحہ ۱۸۰ پر شدید خباثت کا اظہار کیا ہے۔ جس کا مفہوم درج ذیل ہے

"اس قصہ سے جو بعد میں خصوصی جوش کے ساتھ دہرایا جاتا رہا ہماری واقفیت یہ ہے کہ (حضرت) محمد نے جبرائیل کے ساتھ ملاقات کا قصہ گھڑ لیا۔ تاکہ مرگی کے دورے آپ کو اکثر ہوتے تھے ان کے بارے میں خدیجہ کے فکر کو دور کر کے مطمئن کر سکیں۔

(نعوذ باللہ)

اب معترضین خود اندازہ لگالیں، کہ جس طرح وہ بانی جماعت احمدیہ کی زوجہ مبارکہ کی طرف سے بیان کردہ روایات سے نتیجہ نکالتے ہوئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ہسٹیریا کے مریض تھے یا اُن کی وفات ہیضہ سے ہوئی۔ بالکل ویسا ہی اعتراض عائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے اخذ کرتے ہوئے پیارے آقا سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنان اسلام عائد کرتے ہیں۔

اب معترضین کے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو دشمنان اسلام، دشمنان انبیاء اولیاء و مجددین کا راستہ اختیار کرتے ہوئے معاندین مسیح موعودؑ کی صف میں شامل ہو جائیں۔ اور ان جیسا انجام دیکھنے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دشمنان انبیاء کو ضرور رسوا و ذلیل کرکے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا پھر دوسرا راستہ یہ ہے کہ اصحاب الانبیاء کی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہو جائیں۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے!

اس مقالہ کے اختتام پر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی اُس نصیحت کو درج کیا جاتا ہے جو آپؑ نے معاندین احمدیت کو فرمائی۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نصیحت کے طور پر مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر آپ لوگ مجھے کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور دعا قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ و زاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے ........ تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۴)

ہماری دلی دعا ہے معترضین کو کم از کم اس نصیحت کو قبول کرتے ہوئے فضول اعتراض کو چھوڑتے ہوئے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق مل جائے۔ آمین

❦ ❦ ❦

---

# رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ۔ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہو نیز ضعیف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں، فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ انکے روزے قبول ہوں۔ اور جو کسی پہلو سے اُن کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی تمام رقوم "ناظم صاحب بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین۔

# ہندوستان کی آزادی کیلئے جماعت احمدیہ کا کلیدی رول

مرتبہ: مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن (آندھرا)

آج کل بعض انتہا پسند اور نا سمجھ لوگ ان احسانات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو ہندوستان کی آزادی کے لئے مسلمانوں نے انجام دیئے اقلیتوں کو فراموش کرنے کے نعرے بلند کر رہے ہیں حالانکہ جہاں مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، سبھاش چندر بوس نے ہندوستان کو آزاد کروانے کی مسلسل کوشش کی وہاں مسلمانوں نے ان کے شانہ بشانہ کام کیا ہے اور قربانیاں دی ہیں ابو الکلام آزاد، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور متعدد مسلمانوں نے اپنے خون سے ہندوستان کی آبیاری کی ہے اور ہندوستان دراصل تمام مذاہب کا گلستان ہے اس لئے ہم سب کو مل جل کر حب الوطنی کے جذبہ سے زندگی گزارنا چاہیئے۔ تعصب، نفرت اور عداوت کو قریب بھی نہیں لانا چاہیئے۔ معزز قارئین آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ ۱۹۴۵ء کو انگلستان میں ریلیشنز کانفرنس ہوئی اس میں ہندوستانی وفد کی قیادت ہندوستانی سرزمین کے اس عظیم سپوت نے کی جنہیں دنیا سر محمد ظفر اللہ خان کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں برطانیہ گورنمنٹ کو ہندوستان کو آزاد کرنے کے لئے واشگاف الفاظ میں فرمایا۔

اے دولت مشترکہ کے سیاستدانو! کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ہندوستان کے ۲۵ لاکھ فرزندوں نے میدان جنگ میں مملکت برطانیہ کی آزادی کی حفاظت کے لئے داد شجاعت دی ہو لیکن خود ہندوستان ابھی تک اپنی آزادی کا منتظر اور اس کے لئے ملتجی ہو۔ شاید ایک مثال اس کیفیت کو واضح کرنے میں مدد ہو سکے۔ چین کی آبادی اور رقبہ ہندوستان کی آبادی اور رقبہ سے بے شک زیادہ ہے لیکن وسعت اور آبادی کے علاوہ باقی ہر لحاظ سے چین آج ہندوستان سے کوسوں پیچھے ہے تعلیم، صنعت و حرفت وسائل آمد و رفت غرض خوشحالی کے تمام عناصر کے لحاظ سے ہندوستان چین سے کہیں آگے نظر آتا ہے پھر بھی کیا وجہ ہے کہ چین تو آج کی دنیا کی بڑی طاقتوں میں شمار ہوتا ہے اور ہندوستان کسی گنتی میں نہیں کیا اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ چین آزاد ہے اور ہندوستان محکوم۔ لیکن یہ حالت اب دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ ہندوستان بیدار ہو چکا ہے اور آزاد ہو کر رہے گا۔"

یہ تھا وہ اعلان جو برطانیہ گورنمنٹ کے دل میں ایک نشتر نے ۱۹۴۵ء میں کیا جو آزادیٔ ہند کی کلیدی حیثیت رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں دنیا کے اخبارات میں تہلکہ مچ گیا اور جلی سرخیوں میں یہ دھماکہ خیز بیانات محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی فوٹوز کے ساتھ شائع ہوئے۔ جن پر روزنامہ "پرتاپ" نے لکھا کہ

"ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج محمد ظفر اللہ خان آج کل لندن گئے ہوئے ہیں کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی ڈیلیگیشن کے لیڈر کی حیثیت سے لندن میں جو آپ نے تقریریں کی ہیں ان سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا..... آپ نے برطانوی حکمرانوں کو کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے۔ برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی ایک تقریر نے پانی پھیر دیا۔"

(پرتاپ ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی مشوروں کے بعد حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے آزادیٔ ہند کے علم کو تھامہ اور جوانمردی سے انگریزوں کا مقابلہ کیا اور حضرت مصلح موعودؓ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ دو سو سال سے ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اسے ہر صورت میں آزاد کروانا ہے۔ حضور کی اس ولولہ انگیز تقریر سے اسلامی دنیا اور خاص طور پر ہندوستان میں ایک جوش پیدا ہوا۔ جو حیرت انگیز تھا اور انگریز انگشت بدندان رہ گئے۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہاں تک لکھا کہ

"چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرانے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریروں میں بھی نہیں ملے گا۔"

(اہلحدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۴۵ء)

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ہم سب کے اسلاف نے مل جل کر مقابلہ کیا ہے انگریز کو ہندوستان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا لیکن ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہے

پھر بھی کہتے ہیں اہلِ چمن
یہ ہمارا ہے تمہارا نہیں

لہٰذا اس آزادی کا پاس رکھتے ہوئے اس کی حفاظت کرنا ہر ہندوستانی کا فرض بنتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیار و محبت امن و اتحاد و اتفاق کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کو قائم رکھنے کی توفیق دے اور مکروہ تعصب کے نعرے لگانے والوں کو خدا تعالیٰ حقائق کی تعریف فرمائے۔ آمین۔

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO: OFF. 6348179 RES. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS) PLAT NO. 6,
TRUN BHARAT CO. OP. SOCIETY LTD,
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, (ANDHERI (E)) BOMBAY-400099.

طالبانِ دعا۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶ میسنگر لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
اَرْحَامُكُمْ اَرْحَامُكُمْ
(ترجمہ)
تمہارے رشتہ دار آخر تمہارے رشتہ دار ہی ہیں

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YIBA QUALITY FOOT WEAR
یانی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:۔ ۶۲۰۶۔ ۵۱۴۷۔ ۰۲۸ ۔۴۳۔ ۴۳

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
MBER
پیش کرتے ہیں۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، فوم ربڑ اور پلاسٹک کی چپلیں